

ملوک لعنت کا گوگیر ہو کر سرور و درگاہ ہو گیا اللہ شہید وہ آدم ہے جبکہ الفت کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ قریب و اقرب و فرمانبرواری کا ملیس کسی کچھ بھی لحاظ نہ کیا اور یوں مایوس ہو کر آجنگ اور سپر لعنت و طاعت ہو رہی ہے اور تاقیامت ہوتے رہیگی اور نہ لے آخرت تو مزید رانا یہاں سے اونٹے احسان معبود و عزت بندہ شکر یہ معبود ادا کرتی چاہے تو کیا کر سکتا ہے۔

انتباہ کا مقام ہو کہ جو کوئی اس پند آدم کے ایذا و تکلیف کا خواہ جسمی ہو یا روحی باعث ہو گا پیش معبود ایسی بڑا کرکس درجہ میں شمار ہو گا اور سے خدا جانے شیعر پی خود مصحف بسوز و آتش اندر کعبہ زن و ساکن بت خانہ باش و مردم آزار کی نہ مانی توڑ مسجد پیاڑ مصحف کرنا اور پی شراب تو جو کنا چھ سو کر پر مردم آزار سی نگر و ان اعلم بالاعلون کے رمز اور الا نشان ستری و اناسرہ کے بید کو کوئی آجنگ پایا جو کہ اللہ جل شانہ نے آدمی کو کیا بنایا ہے جو نشانیاں بوشیفہ ستریم آیتا عطا فرمایا ہے۔

شال مجازی جب شاہان مجازی کیلئے سرفراز می دیتے ہیں خلعت و خطاب کے سونشانیاں اہل سنت کے عاری ہوتی ہوج نوبت نشان نقارہ عطا کرتے ہیں تا بقیہ خلق اللہ مد اسج فلان اور عزت و اسکی ظاہر ہو کر نشانیاں شاعی رکھتا جو خاتمہ اللہ تعالیٰ آدمی کو اشراف المخلوقات کی خلعت اور خطاب خلیفہ سے سرفراز فرمایا اپنے نشانیاں ۴ ابرہیم بننے پند آدم کو خاک سمجھا وہ خاک سمجھا بلکہ خاک ہی نہ سمجھا۔ اس کرم الہی کے شکر یہ میں بارہ زباں کا گیا بارہ جو قصداً اسکی ادائیگی کا کر یہ جسمی نعمات حیات کیسی نعمت اور مایہ حیات پانی اسکی کقدر اور زانی اور خرچ جس بقدر سی اور پیدرزی سے عروہ ظاہر جیہ کہ پانی اولی اور از زانی بین جان انسان کہ بے بہا ہے

قائم کیا اس طرح اس تند خاکی میں کہ اس سے کم درجہ کی کوئی شے نہیں انچر از کو کہہ کر
کہ جسے اثبات کے لئے نشانیاں موجود ہیں پس ہر شے کو لازم ہے کہ اس کو کوئی خلیا
نکرسے بلکہ ہر ادنیٰ کو اسے سوسونا اور اس کے ساتھ جاننے جیسا عہدہ دار کے ہمراہ
سپاہی یا خدمتگار و بندہ و غلام وغیرہ کہ جن اعلیٰ و فخر اور نہ ہے۔

آدم بر سر مطلب یہ پانی پیداوار غلہ ہے جس پر دار و مدار زندگی و آسائش ہے آدمی
کو مکہ میں ہے دیکھتا سمجھتا چلا جاوے۔

ایک سر میں ناک کان آنکھ زبان وغیرہ کیسے نعمتیں کہ جس کا حظ ہر شے کو ہے غرض کہ
خالق ارض و سما کے احسانات لا انتہا ہیں کہ جس کا شمار نہیں اظہار خارج از مکان
ہے انتہا شکر نعمت کس کس کا ادا ہو سکے غرض کہ عالم میں ہر در و کو داسے ہر مرض کو
شفا پر ہر بشر کو نصف خوش فاق کی رضا ہے پس ہر حال شکر و بہر حال ذکر شیوہ عبدیت
ہے شمع ہمہ بین حق پر ہے یہ بقادر و دولت کا خیال و عالم بستی میں انچر سے نہیں
گاتا ہے کون ہے وہ مال وہ سر سے گاتے ہوئے کہ جو آخرت میں روزہ نماز کو اجرت
دے سکے نامان ہوں گے اور جو کوئی حج و کواہ کے توشہ پر جنت و حوض کوثر کے
خواہان ہوں گے ہوں کوئی فعل بد و مغلطہ وہی ایسی زبان و کراں گیران
اور یہ پہلے مال و سرکار اک کہ جس سے سونے والے گہرے ہیں ہوش ہے پر
اڑ جاتے ہیں لوگ سیر سی شانین طرح طرح کے سلامتیان اڑاتے ہیں مگر لطیف اور
استغنا و لاپرواہی ایسی کہ نہ بریکار بج نہ پہلو سے فرحت مجھ تو انچر کام سے کام کر کہ
میں قطرہ ہوں اور مجھ میں جربای عظیم خلاف کا لہر اڑتا ہے کہ جس کو دیکھ کر خود
گہر اڑتا ہوں کہ اس کیڑا کیسا پار ہوتا ہو اس کی تلاطم میں پڑا ہوں کہ ہوں کہ ہے کا

یارانہ او شرمون کہنا گوارا بولا کہ سامعین کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں اور جب میں
 بمقابلہ فضائل الہی و کرم نامتناہی و خیر خلافت کو دیکھتا ہوں تو شرم سے منہ چھپا نیکیو
 جانبین ملتی تب بھیدہ سجدہ منہ سے کے بل سرنگوں و شرمسار سجدہ میں منہ چھپاتا
 ہوں شرمونہ ازخرواری بیدان اقرار و اظہار لاتا ہوں تا صاحب لوگ حجرہ
 ولین جہانک برسی العین و یکہ پس ان عین الیقین انصاف نہ گذر مٹا بدہ گریں نہ
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شرکونہ بخوشگوار و زمین بظاہر وعدہ لا شریک
 لہ اقرار کیا شہدان لا الہ الا ان لا یماست باللہ ما و مسلمانی پر و خبرہ شترہ
 من اللہ تعالیٰ کا اعتقاد کیا مگر نظر لی گنجنامی کہ دل خانہ خدائین و سوسات
 کیطانی موجود و مدخلت ابلیس نمود کہ جو یہ مشارکت و مصالحت ہو رہی ہے کہ
 ہر ایک کا قصد انا فانا سبدل بشر اور اسطرح شرہ خبر سور ہا حرمہ اور یہ ہیکالے
 نہیں نکلتا ابلیس خانہ خدائین نہ صرف ترغیب و تحرصیں پر ایٹکا کرتا ہے بلکہ مانع
 و مراحم تعمیل احکام خدا اور رسول پر بنا بران بندہ گاہ پابندی حکم خدا گاہ اطا
 ابلیس کرتا ہے کسی خطا پر نادم کسی دلیرم حذب چاہا کہ یہ شرک میرے دل و دور ہو
 بہت ستر مارا مدافعت کو او سکی سفید نہ آیا اب فرماتو کہ وعدہ لا شریک لہ کس طرح
 قیام ہو و خبرہ شترہ من اللہ تعالیٰ کا کیونکر اثبات ہو یہ اقرار رسانی تو تقلید ہر
 اور دلی دستا کا طومار اور ہے ۔ کیا خوب میرے ظاہر و باطن کا حال ہے
 باریک بینان باطن اسکا اندفاع کرتے ہو مگر مجہدہ ایسی ظاہر میں تو اس غوط
 خوار لیر اپنا بیٹا پر نہیں لیجا سکتے اس پریشانی میں جو میرانی ہے او سکو
 میں ہی جانتا تھا ایسی حالت میں ادا و غیبی نے در ہادی حقیقے پر ہو چکا یا او

بہ دستگیری مرشد وہ بنا، شرک جو سینہ میں منقش ہو غیبی طبع منقص و مکدر ہے
 اور دل جو زرخاں رزنگ مغابت کے اجماع نے اصل کو جیسا مانتا تھا خرا و
 تلقین اسما و اشکال ایسی کی گئی کہ جس سے وہ نقش قلبی صاف ہو کر نقش صلی
 جو وحدہ لا شریک تھا نمود ہوا اور یوں اس شرک باطنی کا دفعیہ کیا گیا
 سبحان اللہ یہ قدرت کے کارخانہ ہیں کہ جو اولیا اللہ و انبیاء اللہ کو گارخانہ
 الہی میں شریک سمجھ کر وہ شرک قائم رہا اور بس خاطر نے خانہ خدائین ابلیس کے
 شریک کیا تھا بھجے شرک کس قدر سنگین و سرگ تھا اس طرح ہدایت دلوائی اس
 گنہ گاری اور خطا واری پر ایسے رہنمائی اس کرم اکرم کے شکر یہ میں تمام
 عمر سجدہ سے سر نہ اٹھاتوں تب بھی سدر منقش شکر احسان و انہو یہ رحم و کرم
 و سیکو سزاوار ہے۔

نامیدی اپنے مذہب میں دلیل کفر ہے۔ غافلوا لا تقنطو قرآن میں فرماتا ہے
 کون بندگان عاصی کے عفو تقصیر منظور تھی اسلم شفیع پیدا فرمایا جب رحم
 معبود کا یہ حال ہے تو اب اس بندہ پر جو اپنے کل ابواب تقویٰ مالک
 نہ کرے افسوس ہے کہ خود میں خود ذمہ دار بنوایے بارالہ مجھ کو اور سیرتہائوں
 اور فیقون اور غمہ یزوں اور متعلقین اور مستوسلین اور سرپرستوں کو
 اور سپر قایم کر دیے کہ بطیفیل حضرت و اہل بیت طہیات و احباب کبار و حبلہ
 بزرگان دین وہ اپنے تمامی ابواب خواہ دنیا کے ہوں یا آخرت کو سب کو
 تقویٰ اپنے مالک کے گردین اور اپنی تین اون افکار بہبود سے کہ بے سو
 اور منہج بہ خطا میں بری الذمہ کر لیں اور راضی برضا ہوں بلکہ یہ التجا کہ جو

بدرگاہ رب العلی کرین وہ بھی اس سے زیادہ نہ ہو اپنی اپنی غرض کرو غرض
 کرے سکوی۔ مین غرضی غرضی کرتوں کہ جو کچھ مرضی ہوئی۔ اور نہ یہ کہ صرف
 اپنی ابواب متعلق و محمول اوس کے کرنوں بلکہ خود اپنے تین سپر اوس کے کرنوں
 اور اپنے ذمہ بار خطار کہہ رضا جوئی کے خواہش کو سب پر مقدم جانوں اور اتنا
 کرنوں کہ مین بندہ تو معبود تو غفور مین عاجز تو رحیم مین محتاج تو غنی مین حقیر تو
 رارق و خالق و قادر ہے اور مین مجبور و مغرور ہوں تو حاکم مین چہی کہ ہی
 سو تو نہیں سو مین بکلم کلشی ہالک الا وجہہ و بس۔

نعت حضرت سرور کائنات

حامی و مددگار عاصیان بکر رموز عارفان پست و پناہ اولیا سرور جملہ انبیائے
 خدا نا جلوہ حق بر ملا عین تجلی خدا صد بار صد ہزار بار صل علی۔ وہ است کے
 شفیع حضرت سرور کائناتہ مغفور موجودات رحمت عالمیان حضرت احمد مختب
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نعت حضرت مین جو کوئی جو کچھ کہے
 بجا ہو۔ بتلو خدا ہے خدا ہو محمد ہو بتلو خدا ہو خدا ہو محمد ہو بتلو خدا ہے انسان بطن
 ہے رحمان ہو کہ خود منظر کبریا ہو محمد ہو سچ اور بجا ہے۔ یا صاحب الجہاں و یا
 البشر و من وجہہ کلنیر لقد نور القمر و لا یکنش، کما کانہ حق و بعد از خدا بزرگ توئی
 قصہ مختصر اسپر دین و ایمان کہ پہلے تجلی ذات کی نور محمدی کہ بکا نام روح عظم
 ہوا و سکوا اقرار کہ سب کے اول نور محمدی ہو۔ پیغمبر ان خدا مین آخر وہ برزخ
 محمدی مین ظاہر وہ اور ارواح کا کل حور و عظم تو باطن وہی ہے۔
 جب لچہ نہ تھا حکم کن ہوا اور نور محمدی سب کو اول ظہور لایا او حکم

روح کو کہا ہے تو اب نفست حضرت میں بجز اس کے کیا کہا جائے کہ شریعت میں تو
بندہ ہر حقیقت میں خدا جانے ظاہر تو ظاہر ہے باطن کا حال خدا جانے باصاحبان
باطن سمجھیں اسپر اپنی اپنے سمجھ رحمت اللعالمین نے ثوابت کیا کہ بدولت حضرت
قیام روحبانی ہے و وجہان پہلے تجلی ذات کی نور محمدی ہے کہ جس روح عظم
کہتے ہیں اور وہ ارواحوں کا کل ہر اور رزق محمدی عالم جسام یہ دو عالم ہیں ۔
دو عالم ہیں رحمت حضرت عالم جسام کے لہ شریعت رحمت حضرت اور یہ
عالم ہر اور عالم باطن جو متعلق بعالم ارواح ہے پیروی طریقت جو خصوصیت کہتی
ہے ساتھ خاصوں کے اور عام اوس کے متحمل ہونے کی وجہ سے بھرا شد نہیں
طریقت علم باطن کو مقرر ہیں جو حضرت کو اللہ تعالیٰ عطا فرمایا جو کہ داخلہ جس کا شریعت
ہیں موجود ہے اور وہ علم سینہ سینہ حضرت سے صاحبان امت کو پہونچا ہے
بعضے طریقت پر معترض ہیں جب اللہ تعالیٰ علم سینہ حضرت کو عطا
فرمایا اوس کے قابل رحمت اور اوس کے حاصل کر نہیں انکار کرنا گویا اوس سے محروم رہنا
ظاہر دیکھ لو کہ آدمی کو راحت و تکلیف جسمی و روحی ہر دو موجود اور برابر
حادث ہوتے ہیں اور رہنمائی حضرت و سائل حفظ میر میں تو مقتضای فہم و
شرست کہ آسائش جسمی کے خواہش کریں اور خدمات روحی کے حفظ نچاہیں
اور قابل نہوں بہر سمجھ ادنیٰ اونہیں کو مبارک ہو کہ اپنی نیکار حفظ جسمانی نہیں
اور خدمات روحی کی حفظ نچاہیں اور جو حضرات خدمات روحی سے بچتے
اور جسم کو محروم ہونے والہ جانتے ہیں وہ اوسکا بھلا چاہیں ہم تو لبست سمیت
سرو و انداز کے متحمل نہیں لہذا ہر دو کی آسائش کے خواہان ہیں غرض کہ اللہ تعالیٰ

ہر انسان کو منعقد فرمایا ہے ساتھ اجسام و ارواح کے اور دنیا و آخرت اور ظاہر و باطن کے اور روانہ فرمایا پس ایک کے طلب میں دوسرے کو ترک کرنا اور ہمت سے بعید خورد و خورد و آرام و تکلیف بھی کو تعلق روح کے ساتھ لگا ہوا ہے اس طرح آخرت کو دنیا سے دنیا نہ ہوتی خط آخرت نہ ہوتا کوئی عقل مند میں جنہوں نے یہ پسند کیا کہ ظاہر درست اور باطن کی اصلاح نہ کیا تو بہین ضرور اور اس پسند کا طریقہ کو کسی و نذرار میں سے مرو بلکہ جو اندر دوسری جہت سے ہر دو کو نباہ دیا اور عقل مند وہ جسے جسم و جان کی حفظ کا انتظام کیا اور مسلمان ایماندار وہ جو ظاہر و باطن کو دنیا سے ایک بنا کر لئے گیا ایک صاحب بولے دنیا میں ایسے ہی جو اندر دہن جو دو نوین کو نباہ دیتے ہیں اور مجھے ایسے ہی نامرد کہ جو دو نوین کو طلاق دیکر بیچیں ہن نفہم۔

دنیا دار وہ ہے جو ہر روز کے ساتھ جب مذکور الصدر گذار اور فقیر و محتاج پیش معبود اپنے تین مجبور قرار دیا اور چلہ ابواب برضا جوئی خالق چھوڑ دیا اور جسے کل ابواب متعلق بخالق کیا ہوگا اوسکو سوامی خالق ہر دوسے واسطہ نہیں جو رضا می معبود میں یوں مشغول و محول ہوا ہوگا کہ اوس نے اپنا کوئی خوف رہا ہوگا اور نہ امید بلکہ جب وہ خود ہی نہ رہا ہوگا تو یہ ہر دوسرے ہوں گے اور وہ بندہ خاص ہوگا اور ہر جو معترض ہیں تو اودن کے اوقات کی اضاعت۔

اعتراض نہیں اور محققین کو دسبدم تحقیق و تصدیق میں مبارک غرض کہ حضرت شریف فرمائی دنیا نہ ہونے ہر دوسرے ہاتھ بھلا سحر بجا کار است نہ ملت اس طرح رحمت حضرت کے دو عالم پر ہوئی اور بند و نکو و پرست گاری و ایسا

کے وسیلہ حاصل ہوئی اب نعت حضرت اہل بیت علیہم السلام کی شہادت
و تمیز اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ موجود الا اللہ کہنے سے تمکین ایمان نہ ہوئی
جب محمد رسول اللہ کہے گات ایمان تکمیل پائیگا۔ اور ظاہر کہ حکم رسول ماننا
اتباع حکم خدا اتباع حکم رسول ہے حتیٰ کہ جسے رسول کو نہ مانا اور خدا کو نہ مانا
اب زیادہ اس سے کیا کہا جائے اللہ لطیف حضرت مجھ کو اور میرے اصحاب اور متعلمین
اور متوسلین کو طبع و فرائض وار حضرت اور ان کی آل و اولاد و اصحاب کا
رکھہ اور بس تالپ نیت آخرت کو نہ گئی اتباع میں رہیں اور مدارج بزرگی پوری
طور پر بحال دین ۔

سبب تالیف

کوئی کثر نفسی ہے آخرتین خاک رہتا یا ہے تو کہنے آخرتین بھدان فرمایا تو کوئی اپنے
تین کثر جہاں سے منسوب کیا غررہ بھقدار آخرتین بنایا اور شدہ صاف گو کچہ نہ بھکر
سچی دو باتیں بول اپنی حقیقت کھول دیتا ہے سیری بھلا کر لوگ بشر اور باطن کو
منسوب بہ قلب کرتے ہیں پس جب کا ظاہر بشر باطن قلب ہو کثر نفسی ایسے کی سبب
نام مصباح اور وہ منسوب بروشنی ہو اور روشنی کا باطن سیاہی بھدار روشنی
ساتھ کاخذ سفید کے قرار دیکر باطن کی سیاہی پوریہ چند اوراق سپید سیاہ
کیا ہوں اور اسلام کو یوں تمام دیا ہوں اب شناسی مرشد کہ چھوہ بھی
یاد نہیں لیکن سونا جانے کے آدمی جانی بکے شک انت خود بہ بود نہ کہ عطار
کوید۔ بین مفسر اسی پر ہو کہ انتخاب ہے مرید ایمان و ولت یا نیکی مقصود
آتے ہیں اور جو کچہ باطن باطن میں لاتے ہیں نہ صرف وہ اس کو گم جاتے ہیں بلکہ

شروع ہو گا جسے بہن سفارت تو رہے ہونڈی نہیں پاتے ہیں پس اس در پر آجوں کی کیا
 وکما یا ہوں اس پر جو قسط اس پر میدان تقریر لایا ہوں اور نام مصباح الاسلام
 رکھہ بلا خط حضرت گذرانکدوست التجا بدرگاہ باری بہ بیت خالق اس آیت
 براوٹھا یا ہوں کہ ناظرین جہان خطا دیکھیں و رگد رفر ماوین کہ آدمی ہول
 چوک سے بنا ہے جو کہ میں اہل قدرت سے نہیں کہ خلق اللہ
 مجھے شفیق ہوتا میں بوسیدہ اسکا اپنے تین خیر الناس میں شمار کروں اور
 نہ کیاقت انہی کہ جس سر رضای خلق اللہ رضائی خالق ہو چکا لہذا ہم
 باتیں بنا التجا لایا ہوں کہ اسی یار اللہ اس تحریر و تقریر میں اپنا اثر محبت موثر
 فرماتا ہے تحریر خواطر ناظرین و سامعین میں دل حب و مرعوب ایسے ہو جائے کہ
 جملی وجہ سے وہ مجھے راضی و خوش ہو جائیں اور یہ وہ پیلہ میرے حقین
 رضای خلق اللہ رضای خالق ہو جائے کہ سوار کے گدے بٹا میرا رقم کے مایہ سر
 خالی سے چنانچہ یہ رسالہ پانچ باب جو ہیں فصل بر ختم ہے۔ ۱۹۷۰

مصباح اول ذکرات

فصل پہلی وجود صفات مظہر ذات اور ذات میں صفات فصل دوسری
 ذات حلول و اتحاد سے مندرجہ فصل تیسری حکم کن کا بیان۔

مصباح دوم آدم کا بیان

فصل پہلی بیان خاک و پتہ اربع عناصر فصل دوسری لہر بندہ و علم
 شافقت بندہ فصل تیسری تیز پاک و ناپاک فصل چوتھی و فیہ شبہات
 ذکر ایمان فصل پانچویں ابلیس کا آدمی کے ساتھ ہونا فصل چھٹی

ہوٹ اور اور کے نتائج فصل سالتوین وینا مدار کے بیان میں فصل
انکھوین تلاش خدا بہ خاں فصل نوین داوستد پرومرد۔

مصبح سوم بدراج وینا

فصل اول مناسبت وینا فصل دوسری رقتہ رشتہ و ہدایات فصل
تیسری بخوشی و نہ فصل چوتھی بخوشی رسد و بخوشی نیابند
فصل پانچویں تیز دوست و دشمن۔

مصبح چہارم ابواب تفرق

فصل اول سبا حیثہ تدبیر و تقریر فصل دوسری جواب اعتراض
شاہجیگ روینکا فصل تیسری روزہ غارچ ذکواہ کا بیان۔

مصبح پنجم خاتمہ بحیر

فصل اول بمجرب سوال جواب پیر فصل دوسری قرا بتداران جہم کی رخصت
فصل تیسری رخصت دینا و ابیس فصل چوتھی موت و حیات کا ذکر۔

مصبح اول ذکر ذات

فصل پہلی وجود صفات مظہر ذات میں صفا کا بیان۔
مثل از کہ وجود عنصری کا ظہور نہ تھا کیا اور کہاں اور کس طرح رہتا اہل دنیا خبر دی
کہ شکم مادر میں سدوم تھا کیسے کہاشت پدر میں مخفی مفہوم تھا کوئی بولا پتہ
خاک مخر خاکین منوم تھا ایک صاحب بوسے بیان تھا نہ وہاں سچ تو یہ ہے
کہ یہ قدرت میں حق تھا کہ موسوم اور قدرت ذات میں مرقوم ہے وہاں شوایا

اتک تو یوں نہ تفہیم تھی نہ یہ بات معلوم تھی ملاحظہ کیجئے مختصر میں آگ اور
 آگ میں خاک و درخت میں پھول اور پھولیں پھل اور پھل میں فیض و لذت
 عام و ات میں صفت اور صفت میں آدم اور آدم میں زبان زبان میں کلام کلام میں
 اثر خواہ خبر ہو یا شہ و خرہ و شرہ سن اللہ تعالیٰ رحم و شکر مرد و بچہ و تخم میں
 و درخت اور درخت میں تخم جسم میں دل اور دل میں خیال جیسو ڈلی میں کاری
 اور کاری میں آگ اور آخر میں خاک خاک کو کوئی نہ سمجھے ہونگے کہ کیا سے
 تو اس طرح سمجھ لے سکتے ہیں کہ ہر ایک کو ابتدا و عروج طور و رسیانی و نزول انتہا شکل
 سومی سے سمجھنا چاہئے کہ صفات میں تغیرات ہوتے ہیں جیسے نور سحر مارا اور مار
 خاک نور کے اول اور خاک کے بعد کچھ نہیں اس ابتدا کے یہ انتہا ہے اگر
 یہ نہیں دوسرے کو تو نباشی جاوے۔

صانع حقیقی جس کے کمال کو انتہا نہیں گنج مخفی تھا اور گنج مخفی سے یہ مراد کہ ذات
 گنج صفات مخفی تھا اور وہ صفات یہ سے مصنوعات کہ جواب حاضر و موجود
 اور اوسیکو کثرت کہتی ہیں اور یہ ذات میں ایسی مخفی و مستور تھی کہ جیسا اوپر
 بیان ہو چکا ہے یا زبانیں کلام و مانع میں عقل جسم میں ہنر و سن میں خطرہ
 و خیال سیاہی میں حروف و شئی میں حروف ہوتے ہیں اس طرح یہ جملہ صفات
 ذاتیں نہیں امور و ات امر حکم کن اور لکے ساتھ صفات معصوم و فیکوں کو
 ذات سے صفت جدا نہیں گو بو شیعہ سخن و اقرب و لیکن معاذ اللہ بندہ خدا نہیں بنا
 ایک سرتین ہوئے امر سو جدا ہوتی ہے امر سوا اور وہ کن تھا پھر فیکوں یعنی
 یہ ظہور پہلے تجلی ذات کا ہر سخن و اقرب و قل الروح من امر ربی حواشیات

کہ جہان حاکم و مان حکم جہان شخص و مان عکس جہان جسم و مان سایہ جہان نور و مان نور ذات صفت و سکی نار ہے اور نار میں خاک ہر بیہ قیون ایک ہیں لیکن بمقابلہ آسمان و اشکال جدا ہیں نور میں فضیلت اور فضیلت میں بزرگی اور بزرگی نے کہا اللہ اکبر۔

فصل دوسری ذات اتحاد و حلول منزہ

تجلی اول حکم کن جب کچھ نہ تھا تب صادر ہوا تجلیات مصنوعات آسمان و ماحتاب کی تجلی اول دیوت اور چاندنی ہے ان ہر دو مخلوق کا پر تو کس قدر بسیط ہے کہ جسکے اندر سب جدا جدا ہیں مگر پر تو اون سے جدا نہیں اور نہ اوپر اطلاق اتحاد و حلول آتا ہے جب پر تو مخلوق میں یہ صفت ہے تو تجلی اول نے ذریعہ سخن و اقرب ہر وجود پر نزول کیا تو اتحاد و حلول کیونکر آسکتا ہے ذرا دیکھنا چاہئے کہ پر تو ذات سحر اور ذات پر تو سے جدا نہیں اتحاد و حلول اس وقت قائم ہوگا جب کسی کل کا خیر ایک جاسے دوسری جا جانا ثابت کیا جاوے کہ کس طرح کسی کوئی جا خالی نہیں تو دوسری جا ہی نہ ہی پھر خیال کم و بیشی نا درست۔

ایک مکان خزانہ ہے جہاں چند حجرہ و صندوق و خریطہ رکھے رہتے ہیں اگر ایک حجرہ یا صندوق خراب ہو جائے تو خزانہ منتقل کر دوسرے خریطہ دیا صندوق دیا حجرہ میں رکھا جائے تو کمی اصل خزانہ میں نہ ایگی پس اس طرح گلشی محیط کے اندر جو تغیرات ہوں احتمال کم و بیشی خزانہ غلط آئے غور کرنا چاہئے۔ یہ بحث جقدر ہوئی متعلق بذات ہوئی اور یہاں ذات سے سبب نہ نہیں کہاں

وصفات میں یہ گفتگو ہے تو وجود کی کو علاقہ ذات سحر یا اب صفت و کمال ایک
 جاسے دوسری جانتقل ہو تو ذات کامل میں کچھ نہ ختم ہوتا ہے سب جانتی ہیں کہ
 علم عالم سے منتقل ہو کر شگردین آتا ہے مگر نہ علم میں کاستگی آتی ہے اور نہ عالم
 میں ہم تم اور سب کیا یہ نہیں دیکھو کہ ایک چراغ سے چند چراغ روشن ہوئے
 ہیں پس اسی چراغ سے دس ہزار چراغ روشن کئے اور ایک میں اسی ایک
 چراغ کی روشنی سوثر ہوئی لیکن روشنی اصل چراغ میں نہ کاست گئی تھی اور نہ
 تغیر ہوا علیٰ ہذا مصوری و خوشنویسی وغیرہ صد ہا صفات کمال
 ہیں کس طرح کی کاستگی نہیں آتی یا رو تم ان پر تین دیکھو اور میں اسے تین
 اور ذریعہ کو دیکھ کر کہتا ہوں کہ آدمی سے آدمی حیوان سے حیوان برابر
 رات دن پیدا ہوتے ملتے ہیں مگر ہر دوسے کیسی اصل وجود میں کس طرح کا
 گہٹا و ٹر باؤ نہیں ہوتا جیسے مصووعات کا یہ حال ہے تو صلح کی نسبت ایسے
 خیال محض اور ست اور غلط در غلط کمال ذات سے بجلی اول میں اور وہاں سے
 یکے بعد دیگرے منتقل ہوا تو کس طرح کی کم و بیشی ذات کامل نہ ہوئی ابتدا میں کمال
 گنج مخفی تھا اور تابہ ارواح کسی عیاو سکا ظہور نہ تھا جب ارواح بہ کمال تابہ جسم
 پہنچی اسوقت جو منازل کہ درمیان ظہور صفات واقع نہیں و جملہ طے
 پا چکین اور جسم جو خاص الہ واسطے ظہور صفات کی بنا تھا جب صفات اس
 مقام پہ پہنچیں تب ظہور اور کا ذریعہ اس الہ کے ہوا جو باقیل وجود وہ جملہ مخفی دستور
 نہیں اور کہیں ظہور اور نکاہوا تھا پر تو ذات کلیتی محیط ہوا اور پر تو ذات وجود
 میں اور وجود پر تو میں موجود کہہ رہا تھا و کہا نکاح حول رسامی تابہ اصول نہیں

لہذا یہ فہم جو کلام سماعی سے ممکن خاطر سے رفع نہیں ہوتے پر تو ہی شمس و قمر میں یہ
 صفات کہ جس کے اندر کل محدود کے غائش ہو وہ بدولت برتو ہے جو ہر محدود
 کو ظاہر و غایان کی ہے اگر پر تو نہو غائش محدود نہ ہو اور محدود و بنظر برتو ہو ہے
 علی ہذا پر تو ہی ذات نے محدود پیدا کی ورنہ معدوم اور محدود نے پر تو کو ظاہر
 کیا کہ یہ میں ہوں اور وہ وہی یہ وہ کہتی ہے بعد و دوری ہوئی حضوری
 کی تعلق ذات پر تو یوں لگا ہوا تھا کہ خالق مخلوق ہو اور مخلوق احاطہ خالق
 سے جدا نہیں مگر دیکھنا یا کوئی دیکھنا نہیں کیونکہ ایسی سولگی کیا ظاہر و موجود
 و حاضر نہیں سچ تو یہ کہ عقل سے ماہر راز سے باہر نہیں کیا چکر گھائے کہ پر تو کو
 کہاں کو ظہور دیا اور کہاں نے خود کو ظاہر دیکھ پر تو کو کہاں کو چہا دیا اب
 راستہ یوں ملیگا محدود سے بسیط کی تصدیق کیجا و تو پر تو ہر چہا دیو ہا
 کے اندر محدود و نظر آتا ہر چہا دیو ہا ریکو توڑ کر دیکھنا اگر محدودی جاتی رہے تو
 آئندہ ہر محدود و منہدم کر آدمی دیکھنا چلا جائے من بعد اگر پر تو کو کو لیسا صاحب محدود
 بتا دین گے تو ہم بھی اُنکو اپنے پر تو کی صادق الکلام سمجھیں گے اس وید
 مجاز بیکو و حقیقی سے مقابلہ کر ظاہر سے باطن تک راہ طے کرنا اور
 موجود اربع عناصر کو کہ جو چار دیواری بنکر حجاب ہو بصارت کو روک دیا
 اور کثرت اجسام کے دیکھنے سے نظر کو موقع فرصت حاصل ہی نہیں کہ جو وہاں
 تک رسا ہو کہ بسیط نظر آجائے اس چار داند کی چوٹی کو نور مرور کر مٹا
 دیا حقیقت بسیط گت رسا نہ ہو گا۔

فصل تیسری حکم کن کا بیان۔

جب کچھ نہ تھا تب حکم کن صادر ہوا چو چہ نہ تھا تو کن لکھو کہا ہوا ہے وہ صفات
جو باطن ذاتین مخفی موجود اور ظاہر نہیں تھیں اور نہ جب حکم ہوا تب وہ ظاہر نمایان
ہو گئیں اور وہ ذاتین ایسے تھیں جو اسی باب کے پہلی فصل میں مذکور ہوا ہے یا
خیال لکھو کہ صحن مکانین طرح باغلی ڈالنا اور بغور خیال نقشہ اس کا نظر سے گذر جانا اور اگرچہ
وہ موجود اور ظاہر نہیں ہوتا چنانچہ بغور حکم کن صفات کا ظہور ہوا اور آسمان و زمین
پیدا ہوئی اور اودن ہر دو میں جدا اثرات سجائے متعدد بانواع مختلف کئے گئے کہ جواب
ظہور بار ہی میں جب اثرات سما و گیارہ ذول زمین پر ہوتا ہے تب روئیدگی زمین بحر
انوشمالی سے یہ مقام وید جو ایک آسمانین اثرات مختلف سعد و نحس مخالف علی ہذا
اور بہت ہیچ ہیں روئیدگی زمین بہ لذائذ مختلف و تاثیرات جدا گانہ موجود حالانکہ موسم
سما و گرما و بارش طبقہ زمین و آسمان اپنا اپنے حالت پر قائم روئیدگی زمین میں رہتی
و تھی و شیرینی وغیرہ ابواب ہر طرح ایک وجود طبایع مختلف۔

ایک شخص کہاں جاوے اظہار ہونکی غرض سحر ایک کو زراعت کی پس کا طریقہ سکھایا یا بعد
پیدائش روئی سوت کا تنے کا ہر کسی کو سکھایا یا جب تہان تیار ہوا تب کسی کو قطع کرنا
سکھایا اور ہرگز کو ظہور میں لایا کہاں درز لگی پہلے کی کو تانبہ ہرگز کامل رسائی تھی
کہ بہ این تغیرات آسمان و اشکال زراعت فیہ سحر یہ صورت جامعہ ظہور پاوگی پس اللہ تعالیٰ
اپنے اثرات کو زمین و آسمانین متعدد و جاو مقام پر تقسیم فرماوے تغیرات آسمان و اشکال
ہر طرح ظہور لایا و انظر انصاف و اکیبا و گی تو ظہور صفات نظر او گھا ذات ابتدائین
انظر صفات سحر ایسے تھے جو کہ خود وجود صفات ذاتین سلب تھا اور وہ اس جیسا
حاکم میں حکم اور اب ذات باطن صفاتین ایسی موجود ہو چکا حکم میں حاکم لوگ

ہر شے کی ہر شے کہتے ہیں کہ فنان کو چار انگلی ہیں اور بغور اسکی وحدت یوں کیا ہوں کہ وہ چشم ہمارے
 سے آدمی موجود انگور دیکھتا ہے اور سوا موجود اس کے جو دیکھتا ہے اور اسے عوام چشم خالی
 کہتے ہیں اور اس سے جانکر دیکھنے والے چشم سر و دل کہتے ہیں مثلاً خوابین انگلیہ بند اور نظر آتا ہے
 جیسے یہ وہ درون کہیں گے وہ سب دیکھتے ہونگے جب کچھ نہ تھا حکم کن ہوا
 تو اس روح وہ ہی حکم کن پہلی تجلی ذات ہر جہ کی یہ صفات قرار پائی اور سیر یہ قول
 کہ پہلی تجلی ذات کی نور محمدی ہے اور روح اعظم ہی اوسیکو کہتے ہیں تو معلوم یہ ہوا
 کہ اسی ایک پہلی تجلی ذات کی یہ اسما مختلف ہیں چنانچہ عالم مجاز ایک کو اسما مختلف
 ہوتے ہیں بلکہ ذات باری کے اسما دیکھ لو کہ بیت ہیں سمجھ میں آجھہ آیا کہ پہلی تجلی
 ذات ہر جہ نور محمدی کہو یا روح اعظم یا تو جو حکم کن سمجھو خیر روح اعظم کا یہ تو ہر اور
 جسم بد آگاہانہ میں موجود اور وہ حکم رب ہر اور ذات کھنٹی محیط اور کوئی اس احاطہ
 سے خارج نہیں لولا کہ لما خلقت الافلاک کا ثبوت یوں ہوا کہ اگر حکم نہ ہوتا کچھ نہ ہوتا
 ظاہر کہ حکم اللہ حکم رسول ہر تو ہم تعین احکام حضرت تعین حکم خدا جاتے ہیں اور
 یہ خوشنودی خالق سمجھتے ہیں ہماری سمجھہ تو یہ کہ جس حکم کو نہ مانا اوسنے حکم کو
 نہ مانا وہ حکم بمقام نفاذ خود حاکم ہے اور اوسکی اتباع مقدم جبکہ پیغمبر صلواہ اللہ
 علیہ کو نہ مانا خدا کو نہ مانا تار پایا ہر جواب میں فہمہ پرچپ ہونا مناسب ہر کہ
 پہلی تجلی ذات کی نور محمدی ہر اوسکو واسطہ اور تعلق ذاتی ایسا ہی جو شمس و قمر کو
 دن کی برتوس ہے اور وہ ہی تعلق روح کو جس کے ساتھ ہی آدمی اصل کو فرستے
 لیتے اور حفظ مراتب ہر مگر یہی جو یوں نہ سمجھا ہر یوں سمجھ لے کہ کسبیل ایمان
 اللہ اللہ کے ساتھ محمد الرسول اللہ کہے بغیر نہیں ہوتے پس جس قدر کسبیل ایمان

قرب حضرت در گاہی اسطرح بندگا نذا کو حضرت سے تعلق ہوا بے بحث آدمی کے پاک و
 ناپاک کے جو کچھ جاتی ہو وہ ہی سمجھ لے سکتی ہے جب پر نوسی شمس و قمر عالمی پاک و ناپاک نازل
 اور اثر ناپاکی پر تو پر پور نہیں تو ہم سمجھ لے سکتے ہیں کہ ناپاکی جسم تابد روح موثر نہیں غرض کہ
 پر تو کو پاک ناپاک سے علاقہ نہیں جسکو اس پر سمجھ نہیں تو بحث نہیں نور سے نار نار میں
 جلال اور جلال میں حکومت اور حکومت اللہ تعالیٰ ذات حضرت پر ختم فرمایا کہ
 احکام سابقہ منسوخ و نفاذ آئندہ مسدود کہ بعد حضرت مکمل اعمال بندگان ظاہر
 و باطن کر دی گئی اور آئندہ ضرورت اصلاح باقی رہے اب خاک کیا چاہئے۔

مصباح و دم و کرا دم

فصل بیان خاک و تیلہ اربع عناصر خاکین عجم و انکار اور عجمین اتباع او ہیں
 سزاوار عبادت و حقیقت خاک نور سے نار اور نار سے خاک کلمی ہے بنابر ان
 اوسین صفات لانا تھا ہیں از انجند صفت خاک سے یہ تیلہ خاکی آدم ہر جیکے ذریعہ
 اللہ تعالیٰ اپنے قدر تو کا اظہار فرمایا ہر چنانچہ رازق رحیم کریم سمیع بصیر و غیر وہ چلہ
 ذات باریکی قدرت و صفات ہیں اور انکا ظہور بقرب کن و اقرب اس تیلہ
 خاکی سے ہوتا ہے اوپر چلہ ذات بشر سے خارج اور جس سے قدرت بندہ جانا
 غلط زبان روح خاص و عام یہ تیلہ خاکی ہو اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ تیلہ مقدس و حرکت
 نہ ہو باعث حس و حرکت اوسکا گدب ہو چھو اربع عناصر کا تیلہ کیونکر
 بناسمجھ میں نہ آیا کیا جیسے کہ ہمار لوگ خاک و آب یکجا جمع کر ایک شکل بنا ہوا
 دیکھ کر شک کرتے اور آگ میں ہو کہہ کر پکاتے ہیں یہ تیلہ تو اسطرح بنا نظر نہیں آتا۔

ابن سنی و حنفی پر بنیاد جسم ہے ہاں آدم علیہ السلام کا تیلہ بنا ہوا زمین بکثرت نہیں لیکن حالت
موجودہ وہ نہیں لفظ ہم اللہ تعالیٰ اپنے قدرتوں کی اثرات آسمان و زمین پر منقسم فرمایا
وہ اثرات سماوی نامدّت مہینہ زمین پر نزول کرتے ہیں اور پانی ہوا آتش آفتاب بقدر
لیاقت موثر ہوتے ہیں تب خاکسور کو کہ جسکی بظاہر کوئی بنا نہیں پیدا ہوتا مٹی اور بظاہر وہ
خاک جو باہر آد آب و آتش و ہوا و غما ہوئی ہے وہ بعد خاک نے وجود کو کہ میں ترقی
دی اور آتب و باد و آتش ان ہر سہ کے امداد برابر ہوتی رہی تو وہ خورد و بزرگ ہوتا
شمس پونچا اور جب مدت او سکی اتمام پائی تو اس شجر بزرگ و بار سب خاکین ملکر خاک ہوئی
ابن عین الیقین سے تشفی ہوگی کہ یہ تیلہ خاک اربع عناصری یون بننا ہے کہ وہ شجر کا
عثر یا برگ استعمال فی روح میں آیا اور نامدّت مہود و باد و آتش و اثرات سماوی
بہر ہوا موثر ہوئی پس وہ حیوان ہو یا انسان ہر ذکور و اناس میں او سکر ایک اثر جدید
پیدا کیا اور مثل آسمان و زمین اور سنی ذکور و اناس میں نزول کیا اور باہر اور و سنی
زمین و آسمان کے اثرات حمد و موثر رہے پس از مردّت معینہ ایک شکل جدید جیسی
زمین سے پیدا ہوئی ہے اس طرح ایک شکل شکم او ناس سے ظہور لای اور تیسرے میں قبیل وہ
جملہ اثرات اس پر ہے موثر ہوئی اور وہ مداخل اجزاء ہے زمین ہی وہی اثرات پیدا ہوئی
تو ظاہر کہ یہ وجود صرف باہر و مظهر خاک و اثرات آتب باد و آتش نشو و نما یا وجہ
تشبیہ بس تیلہ خاکی اربع عناصر کی ہے اور جب مدت قیام اتمام لائی پھر خاکین کہ
او سکی اصل سے ٹکيا اور ان اثرات کو اعتدال کا مداخل باعث قیام جسم ہو اور نام او کا
جسم و در خلاف کا نام بیماری ہو جو اثر کہ تجلی اول کا موثر او سکی جدائی جسم سے موت و غفلت
اثرات کامل کے کہ ان نے یون بطور سائل روئیدگی زمین سے تاپشت پدر یہ بغیر

و تبدیل اشکال منازل و رسیانی کو طے کیا تب یہ ایک جسم بہ این صورت و شکل تبدیل ہوا

فصل دوسری صراحت بندہ و عدم شناخت بندہ

جب پہلے آدم ایسے انتقال مقامات اور تبدیل آسمان و تغیر اشکال کے ساتھ نابدر پدید ہوا
نہاں کسی نے اسکو نہ جانا اور نہ پہچانا والدین اور قرابتدار پہچانیں مقصر رہے تب
محبت سے فرزند بہائی بیتیجہ پوتا و خیرہ ناموشی موسوم کے جب تکین نہ ہوئی تب کسی
نہجی یا نہیٹ یا مولوی یا ملا کسی پر پی پوڑی سے نام اسکا رکھا یا دراصل وہ پی
ماد اقف کہ یہ کون اور کس نام سے اسکا موسوم ہونا سزاوار ہے ایک نام فرضی
رکھے اور غائبیوں کو سمجھا دیا نہچہ وہ نام صورت اشتہار الیہ کرتا ہے لیکن وہ بچہ بڑھا
جوان اور ہر ضعیف ان ناموں اور سماء مختلف سے قطب ہوتا رہتا ہے دیکھو آسمان
ورنیں و شمس و قمر سیارگان بکثرت ایسے ہیں جو ایک نام سے موسوم ہو چکے ہوں گے اسمائیں
کوئی اور کھیلے گا تغیر و تبدل نہواں اس کی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اوپر حد شناخت بندہ
کامل ہو چکا اور اسکی شناخت میں تابدرجہ کمال رسائی نہ ہوئی لہذا اسکو اسمائے
اور جو اصول اور صفات پر موسوم کرتے ہیں غرضکہ نہ شناخت اسکی کسی سے
ہوئی اور نہ نام اسکا شخص ہوا جسکی شناخت تہ جہانگ رسائی کی وہی نام اسے
رکھے دیا تا بہ اصل اسکو رسائی نے کام دیا اور نہ بعد تشخیص قرار داد نام ہوا اور آدمی
بائع آدمی خریدار آدمی سامع آدمی گویدینے و نیر والہ ہر دو آتی غریب امیر و غنی ہر
فقیر نیک و بد سب آدمی

مزدوبی خدا ہی کہا یا تھا بر ملا

بشریوں نے کیا تھا جو دعویٰ خدا کا

| | |
|--|---------------------------------------|
| شہزاد بھی بہشت بنا کر ہوا خداوند | یہ بات جو سمجھنے کی آگے لکھوں میں کیا |
| بیان تک جو چھپا ہے سو وہ بھی آدمی | |
| ناجی سے آدمی ہے بچا آسمان کو مار | اور آدمی ہے ڈالی جہاننی از ازار و تار |
| ننگا کھڑا چہلپا ہے ہو کر ذلیل خوار | سب آدمی دوستی میں دیکھو اونکو بار بار |
| اور وہ جو سحر اسو ہے وہ بھی آدمی | |
| بیان نقیب ہو بوسے ہے بار بار | اور آدمی پیاد سے ہیں آدمی سوا |
| حقہ صراحی جو تیان دوش میں بٹھائیں ما | کانڈ سے یہ کہی یا لکی ہیں آدمی کبار |
| اور اس پر جو چڑھا سو وہ بھی آدمی | |
| بیان آدمی ہے تہر سڑکے ہیں گھوڑ گور | اور آدمی ہے دیکھو اونہیں بھاگتی دور |
| جا کر غلام آدمی اور آدمی نہ رو | بیان تک کہ آدمی ہی اوٹھاتی ہیں غم و |
| اور جس کو وہ بھرا ہے سو وہ بھی آدمی | |
| مرے ہیں آدمی ہی کفن کرتے ہیں تیا | ہلا دہلا اوٹھاتے ہیں کانڈ پر کرسوا |
| کھڑی بیڑی جاتے ہیں سو ہیں زار و زار | سب آدمی ہی کرتے ہیں مرد کا کار و بار |
| اور وہ جو مر گیا سو وہ بھی آدمی | |
| اشراف اور کینہہ شاہ اور وزیر | ہر آدمی ہی صاحب عزت ہر اور حقیر |
| بیان آدمی مرید ہے اور آدمی جو پیر | اچھا ہی آدمی ہر کہتا ہے اسی نظیر |
| اور سب ہیں جو برا ہے سو وہ بھی آدمی | |
| بہو آدمی کو کہا شخص کر سکتا ہے سچ تو یہ ہے کہ یہ بیس ہر اور ایسا مخفی و ستور | |
| ایسا گداغ اور پتہ میں سوا حیرت کے کوئی دوسرا ہے نظری ہنہن آنا | |

کیا کوئی اس کا پتہ بتا دے گا اور پاؤں کا جو در صاحب کو یہ راز افشا کرنا منظور نہ تھا بلکہ اس پر
 عذاب سجدہ ملا ایک بنا اس میں پیر و پناہ جیسا کہ آسمان پر سجدہ ملا ایک دیوتا اس پر اس کے
 عبادت میں ملا اور یہاں تلاش کی گئی کہ الہی جہاں میں فی الارض خلیفہ کا پتہ پایا خلیفہ
 یا خلیفہ و سجدہ ملا ایک کی جگہ تھوڑی سی جگہ ملا فیض صاحب یوں فرماتے ہیں
 شمشیر انہی کہیں تلاش نہ کی چونکہ یہ ہوا تو برسوں سے فریب تلاش خدا میں ہم
 ہاں بہت خاک چھانی کہہ صاحب یہ گل تو تو خاک شاہ و گد ایک ہے جب یہ
 اور وہ سب گھومتے ایک کا ملا اور سکی تجسس میں نشانیاں دیکھا رہیں نے بنا با کہ
 نشانیاں انھن واقرب کے ہیں تلاش کنندہ بندہ کیوں نہ حیرت میں جائیگا اور کیا
 شخص کر گا اور پائیگا اور سپر لباس الا انسان سری و اناسرہ کا ایسا پہنا گیا کہ
 بہت ہلکے جگہ گیا سہرہ جبکہ یا فرشتہ تو کچھ زبان شکایت و راز کی تو الہی اعلا
 تقدس میں اب بندے کو جو العلم و انسن کا عالم ہو وہ شاید جانی اور سمجھ جائے کہ گوت
 کا اس نے جو یہ سپر کریمائی اور کما سچائی یا الحق مرے خلق اللہ کو فتح کام کرنے
 کی غرض سے من فہم کے رعل کر پیش خالق و خلق اللہ کو سوخ رو بجا و
 روح عظم کے بدولت جسم میں صفا کی انواع و اقسام کا گنج مخفی ہے جب تک وہ
 قائم تخی اول کا قیام اور قیام ارواح نامت معینہ جسم کا قیام جو ہر ایک پر نہیں
 باقی رہتا بندہ کہتا ہے اور عقدا عام سید کہ وہ ہمارا صاحب جس نے
 پیدا کیا اور یہ جلد مخلوق بندہ اور سپر دار و مدار دنیا قائم رہندہ وہی جو شہر
 و قیام شد و ہو بشرط اول اللہ غنی انمل الفقر امن اپنے تین داخل کے
 جب سپر نقش ثابت ہو تو پابندی شرع شریف بندہ کو ملک نہیں اب دولت

و ملک کہاں اور کئی رہی آخر تین ملک نہ بنائے شرط و وہم جہی دولت ز رنہ جان اور
 بصارت و قدرت و گویائی و سماعت وغیرہ حاصل ہو تو اور شرعاً اسبابا جانہ دار
 ز رنہ زور مکان جو اور جقدر قبض و تصرف میں رکھتے ہیں حتیٰ کہ زن و فرزند ملک
 کہاتے ہیں و دوسرے لوگ جو چاہیں اسکو نادین لیکن یہ شرط اول پر قائم نہ رہا ہے
 ہاوی حوی کی جان بصر کے انکہ قدرت کی قدرت کلیم کی زبان سمیع کی سماعت
 جانی اگر انکو اپنے ملک جانا ملک ملک میں غصہ دعویٰ خطا و راہ تین بنایا ہے بچے
 عطیات معبود را گرد دعویٰ کچھ ہے تو عطا و قسم پر ایک بخشش دوسری آتا
 شمال ایسی ہے دیکھو ایک صاحب آخر زندہ کو دو جو رہ کپڑے اور سو روپیہ
 دسی اور کہا کہ آخر تصرف میں لایہ عطا بخشش ہے ملک مالکی اسی عطا پر سزا و سزا دوسرے
 بند کیو سوار کا گھوڑا اور اپنی بندوق دیکر کہا کہ تفریح طبع کے لئو جب چاہنا گھوڑہ
 سوار ہو کر جانا اور بندوق سے شکار کہیلنا جب میں چاہوں گا واپس لے لوں گا یہ
 عطا آتا ہے باندہ سمجھا کہ میری ملک ہے مگر خیانت ہوا اسکو امانت سمجھی ملک ملک
 کیلئے القبض و لیل الملک ہے اور زندہ کو قبض نہیں کیونکہ قبضہ اوسکا شمار
 ہوگا جو مقتدر ہوگا آدمی انصاف نہ گذری اور اپنی عدم اقتداری کہ اسبابو لگو
 ویکو کہ مال موجودہ بلا مرضی اسکو مومن اطلاق میں آتا ہے اگر اقتدار ہوتا اطلاق کو
 کہتا علی ہذا انکہ کان زبان جان وغیرہ بھی خلاف مرضی جانیوالے جانتی ہیں اور
 زن و سہ زندگی اسکو خلاف رویہ میں چلے جائیں ہر چند یہ اولگا اچھو اور ہر
 چاہتا ہے وہ خراب مفلس غریب ہو جاتے ہیں یہ صاف عدم اقتدار کا باعث
 ہے کہ انکو بھی مانند آخر زندہ خدا جانے یہ دیکھو ان مدعیوں کی ملک کو غلط

اشیاء کہ جو بیان بنایا ہو اور جو آئندہ بنا دیا ہو برعکس کو موجود اسن آرزو جس اس
 خمن دنیا کا پسین پر چھاڑ پھاڑ جاوے گا اور وار وندار ہمارے اچھے برے کا نسخہ ہے اور یہ
 مرنے کے تواریخ یا کھٹکے سر پر ہوا شخصوں کے مرنے سے پہلے انہیں اوسے پر اعتقاد کی پہلی
 میں ذریعہ اعمال بنیہ اور مسکولہ یا دیکھ کر جبکہ یہ ظاہر ہے کہ اعمال بظاہر اچھے نظر آتے ہیں
 مگر حالت باطنی، ونگوڑی، ہونے والی پر یا نہیں اسی پر ہم لا یعلم محض اور اوسکو سوئے
 سب کوئی نہیں جانتا ہے یا نتیجہ اوس امر لا معلوم پر دعویٰ سفیددعا نہیں اور یہ
 ہی نہیں جانتے کہ ہمارا مقدر جب کہا گیا ذات باری صفت کریم و رحیمی میں ہی کسی
 دوسرے صفت میں نہ معلوم کس صفت کا اثر موثر مقدر بنایا جو اور جس صفت کے
 ساتھ مقدر تخت پر پایا جو اوس کے ظہور میں شک نہیں اور ذرا حیرت و اتمین صفت انصاف
 ہوگی تو اب ہیکہ اللہ تعالیٰ لا تقطع فیما یشتغی سید اکبر نا امیدی پر غیب میں دلیل کفر
 غافلہ لا تقطع فیما نہیں فرماتا ہے کہ لا یسجد و مقدر و مجاز پر معاف فرماؤ خواہ انصاف
 کرے یا سزا دے و یا نہ دے آخر صفت پر دیکھتا ہو کہ حکام مجاز میں کے روبرو انصاف
 کا وجہ دے ہوتا ہے چلے و عدو ہوا و ملی دریافت اور تحقیقات ہو کہ تصدیق ہوتے ہیں
 اور ملزمان منکرین سے ثبوت و تردید ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ انصاف کرے گا کہ
 تکرار میں انصاف ہوتا ہے جو کوئی نیک اعمال کے دعوے پر حجت و حوض کوثر کا خاں
 حور و غلمان مسکینوں کا استحقاق ظاہر کریں گے اللہ تعالیٰ کے روبرو بعد دریافت
 ان کا انصاف ہو گا و مہر صفت تحقیقات ان کی ہوگی جو خطا سے منکرین سے پس اس
 پر اعمالوں کے نتائج سے کہ اچھے و نیک بزرگ اپنی مقبول ہوئے یا نہیں اس پر لا یعلم اس پر
 مہر مہر کا دعویٰ کر رہے کہ جس پر خود انہیں کو طہان کافی نہیں علیحدہ ہو کر دوسری طرف

ہوں اور تقویٰ کر لیا کہ معبود حقیقی جسکے نظر حالات باطنی پر چر وہ خوب جانتا ہے پس میرے
 اعمال اچھے ترے مقبول مرو و موجود قرار دیا اور میرا ضعیف کار بکثرت نہیں اور جب نیت
 پر مشر بننا آوگی تو ہوا نہ بندہ خطا نہیں مادم و مقرر گزشتہ کہ تحریر مقرر ساتھ نامہ اعمال
 ہاتھ پر خطا سے اقرار ہر دعویٰ سے دست بردار تو انکے لئے ضرورت گوای اعصا
 ہوگی اور نہ دریافت و تحقیقات صرف ایک دیکھو دست برداری اثر خطا واری
 سبکو روک دیگی صرف ایک حکم خیر و کار ہوگا اس پر شریا پار ہوگا بندہ ہمان بہ کہ
 نہ تقصیر خویش نہ عذر بدر گاہ خدا آور و پڑ پر محل ہوں گے مراحم رحمانہ سے سرفراز
 ہوگا کہ خطا سے بخوف اذیت نہ گزشتہ پیش معبود راست بار لیس مقرر اور ہر ایک دیکھو
 سے علم و پس اللہ تعالیٰ ایسی ہی مجبور و معذور و حق حال پر رحم فرما شفیع مقرر
 فرمایا ہے مقام محمود حضرت ان معذوروں و مجبوروں کی شفاعت فرمادیں تو دوز
 ستوں اور جہنم کا مقام مہر کہ اوں مدعیان و شکران ناگاسیا کی شفاعت فرمادیں گے
صفت عقلا کہ یہ دو فرق ہیں جو ذریعہ شفاعت اپنا پیدا کریں اول
 ان اعمال نیک کو باعث اپنی بہبود کا و رسید گردان لیں اور شکران جہانم اپنا
 انکار صورت نجات تصور کہ ان خیال میں یہ ہر دو ذریعہ موجب ایمان جائے کہ
 کہ جب ہمارے اعمال نیک ہیں ہمارے ذمہ پر عاید نہیں پس انہیں لوگوں کے لئے یہ تصور
 اور خیال مبارک ہو کہ ضرورت شفاعت ہمارے لئے یا وہ شفیع کہ جسکو حکم شفاعت ملے گا
 نہیں ہوگا ان جب ایسی نیک اعمال والی لوگوں کے معاملات انفصال پاکر چاہیں گے
 قرار یارین گے ان کی شفاعت کے لئے شفیع کو حکم شفاعت دیا جاوے گا اور فرق
 فیومی کو تو بجز توقع شفاعت حضرت کوئی وسیلہ ہی نجات کا نہیں ہے یہ کہ عبت

حضرت کو ہی رسید ان پر ساتھ نہ لیا اور کچھ ہر آئینہ شناس گنبد نگاران سے قبل اور دست
برداران عادی کے لئے موضوع سفر اور ہر نیک کرداروں دینک اعمال والوں کے
لئے اور سچ تو یہ کہ ہم گنہگار ہم خطا وار کہ بندہ ہیں میں کو شفیق درگاہ رحمت

فصل تیسری پاک ناپاک کے بیان میں

جب بشر اے بندہ خالص بنا جاوے اسی تیز پاک ناپاک ضرور ہونا چاہیے اور پاک یعنی بے
شدن اور خالص ایک کو کتنی بین آدمی وضو و غسل سے پاک ہونا چاہیے اور ہم
شرح ظاہر میں ناپاک چیز کا داغ کہ ہے یا جسم پر لگی تو ہمارے گنبد نگار نشان اور
تیز بغیر یہ تحقیق ہوا کہ مغایرتیں کراہت اور کراہت میں ناپاکی لگی ہو تو دفعہ
کراہت ہی اور یہ آدمی کو پاک بنانا ہی مثلاً نابدان کا پانی جسم پر گرنے سے کراہت
پھر وضو و غسل کیا تو وہ مغایرت رفع ہوگی پاک ہوا اس طرح آدمی صبح کو سو کر اٹھتا
اور اسکی حالت اصلی میں مغایرت پیدا ہو جاتی ہے جب وہ منہ دھو یا غسل کیا تو
وہ مغایرت رفع ہوگئی اس طرح پیشاب یا پاخانہ یا مادہ سرے وغیرہ پیشا و نثر آدمی
میں کراہت آجاتی ہے وضو و غسل سے اسکا اندفاع ہونا چاہیے ظاہر کیا کہ جیسے
ظہور میں آیا عمل ظاہری تھا پاکی باطن اب نزدیک اہل باطن کے یہ ہے کہ
پاک ہونے کا ظاہر سے تاہ باطن پہنچ جائے لکھو ہدایت ہوا اب آدمی اور طے کرے
اور جو مغایرتیں اس درمیان میں ہوں اون سے کراہت کر اوکئی علت لگی ہو کر ہے
یہ کہ بقام خالص پہنچ جائے ظاہر کہ آدمی کا ایک حال ظاہر سے دوسرا باطنی حال
ہر ایک اور باطن ایک ہوا اس جہت باطن کتنی ہیں صبح آدمی مغایرت

باطنی کو رنج نہ کرے گا نہ مرہ پاگان شمار نہ ہو گا بہر حال آدمی کا ظاہر و باطن یکساں ہونے کو
یہ شاہ راہ عام شریعت ہے اور وہ رہنمائی منزل طریقت کی کرتی ہے مثال جب علم ہمارے
کی آمد آمد کی خبر ہوتی ہے نظر گاہ حاکم کے کسی سفائی کی جاتی ہے چاہے کہ دل خانہ خدا اور
شہور و ظاہر کہ نظر معبود دل پر ہے اور خفی خانہ نظر گاہ رب العلیٰ کو مغابر تونسی آدمی پاک
و عارف ہی نہ کہے اور دعویٰ کی رکے بہر حال مقصود ہمارا دل کے پاک ہے جو ہے شریعت
راستہ کو تہذیب اور راستہ کو گنہگار طے ہوتا ہے اور رہبر و منزل پر پہنچتا ہے اب مقصود
غسل نے راستہ و فقیہ مغابر کا تبادیا فہم معنی میں وہو کہ آیار بہر نے جو راستہ بنا دیا
مطابق سیکہ تاہر راہ اسی اور تہر کے قدم بہت اوس راہ طو کر نیکو آگے نہ بڑھائے
جو راستہ طو ہوتا اور منزل حقیقت پہنچو مقصود رہنما براتی جب یہ کہا گیا تو خفا ہو کر
بولے ہم راہ پر ہیں میان ہم کہ تہر میں کہ تم راہ پر نہ ہو بلکہ مائل راہ پر ہو مگر مقصود رہنما
راستہ بنانے والہ کی غرض تمہاری منزل پر پہنچو سے ہے اور وہ طے کر نیو طے ہوگی
جب اوسکو تم طے نہ کر و گے تو تمہیں سمجھو کہ منزل پر کیسی پہنچو گے راستہ طو کرنا شروع
ہو گا جہاں جا کہو وہاں کی نشانیاں نظر آویں گے اوس تہہ و نشانی تم برابر پہنچو گے بہر
مرضی و مقصد فہم و فرست ضرورت بحث نہیں بہر حال پاک ظاہر و باطنی ہے اور وہ
باطن کو پاک نہیں کرتے کیونکہ دل خانہ خدا میں اجماع مغابرین جب تک رہے گا تک
دل پر اطلاق پاک نہ آئیگا جیسے کلمہ پڑھتے ہیں مقدم تصدیق قلب شرط مسلمانی ہے
اس طرح مقدم پاک دل کی لہذا آدمی پہلو دلو پاک کرے اس میں یہ ترغیب نہیں کہ پاک
دل نہ ہو تب تک پاک ظاہر ترک کرے مدعا اور غرض یہ کہ دلو ضرورت پاک کرنا ہے
بہر سطحین نہو کہ پاک ظاہر باطن کو پاک بناو گی ۔

نقل ہے کہ بعالم سافرت عابد و فاسق ہمراہ ہوئے سفر دور و دراز تھا ایک دوسرے کی رفقت
 سختات ہو جان روانہ ہوئی عابد کے اعمال دیکھ کر فاسق شرمندہ ہو باز رہا چند منازل
 گئے ہوئے ایک روز فاسق اپنے ترک عادت تیرہ سکا اور عابد بھی کہا کہ اب میں تحمل نہیں سکتا
 اب اپنے کام میں مشغول ہوں گناہ کو سنل پر پہنچ عابد اپنے اشتغال میں مشغول ہوا اور
 فاسق باطلہ عابد اپنے اشتغال میں ارنگاب کیلئے گیا عابد عبادت میں مشغول اور خیالات
 باطنی بہ افحال فاسق مصروف کہ اس وقت میرا ساتھی فلان فعل کرتا ہو گا و نیز یہیں
 قبیل فاسق بظاہر افحال بدین مصروف لیکن باطن ان خیالوں میں مالوف کہ عابد ہمارے
 دوست فلان عبادت یا وظیفہ وغیرہ میں مشغول ہوئے ہر دو کے اعمال ظاہر کے
 خلاف خیالات باطنی ہیں رات گزری سامعین شب فاسق اپنے اور عبادت عابد
 صنایع ہونا ظاہر کے پس آدمی غیب ہو و ہوشیاری و عقل نہ کیو کام فرما کر کہ حالت ظاہر
 حرکت باطنی صنایع و خراب کر دیتی پس مقدم و ضروری کہ اعمال ظاہر کے ساتھ
 حالت باطنی بھی چھی رہی آدمی اس دوسری گونگا لکرا ایک ہوش کی فکر کرے تا ظاہر
 اعمال صنایع بنجائیں اور یہ خیال کرنا چاہی کہ باطنی ظاہر باطن کو پاک نہیں کرتی حرکت
 شغل ایک شخص راگو سو یا صبح کو اوسے اپنی حالت اصلی میں ایک نوع کی بنجائ
 پاکسو منہ و ہوتا تا یا وہ مغابت رفع ہوئی ہوتے دامت کیا کہ دافع مغابت
 ہے ایک روز راگو اوسے بنجایا صبح منہ و ہوتا وہ مغابت رفع نہ ہوئی کسی سے بوجہا
 نور اپنی حالت کو بیان کیا اوسے حکیم سے رجوع کر نیکی بدایت دیانت وہ تجلم
 حکیم جس سے منع کیا اوسے ترک کیا اور جسکی اجازت ہوئی اوسکا استعمال کیا تب
 وہ مغابت رفع ہوئی پس مدعا اور مطلب یہ کہ ہر کام کا عمل ہر بنجاری کی دوا

اور در دوسرے عالم و دوسرے پہلو کہانی پر پانی سے جاتی ہے حالانکہ انکو صرف ایک جسم کی
 خلق ہے مگر ایک کی طرح جدا ہے اگر یہ نہ ہوتا مادی لہذا جو کام جس واسطے موصوح و مقرر ہے
 اوسیکے لئے وہ نافع و بسود و سود پر آدمی اوس پر عمل ہوئے شخص اس حالت پر عالم ہو گیا
 اور ذرا سے غور میں آدمی سمجھ سکتا ہے کہ سیدی الوباب ظاہری خیالات باطنی کے
 واقع ہوتے ہیں یا نہیں جب وہ اپنی حالت پر خوب ملاحظہ ہو تب یہ صفائی قلب
 صلاح قلبی مرقائے اور جیسی اس مریض کو اپنی سفارت مرض کے دفعیہ کی فکر ہو
 ایسی ہی فکر کے معالج مل جائے گا و کی کہنے پر عمل اور ہو اور وہ جس سے منع فرمائے اور
 ترک کرے اور جسکی اجازت ہو اوسکا استعمال کرے بفضلہ تعالیٰ مدد اوست چند
 روزہ میں وہ دفعیہ اوسکا ہو گا جو خود کہ جطیح مریض کو حکیم و کار ہر اس طرح اسکو
 رہبر کامل ہونا ضروری والا تصفیہ اوسکا امر محال مزید برآں خیال شخصیت
 ظاہر بدن کے کیا بہت گرتا ہے شیخ نے صاف کر دیا کہ ذرا وسواس شیطان
 چھوڑ دو شیخ تو یہ کہ رہبر کامل مزید عامل ہو کر محال سفارت جو خانہ تنہا
 رہی گئی نفست میں آجائی اور شناخت تصور کر جائے نادانستہ اگر پوچھے
 کہ کون بفضلہ تعالیٰ رعب اوس پر وہ ہشت غالب ہو جا کہ وہ خود اپنا نام
 بہو لیا ہے جو زیرو پوشی و فراری نہایت شہا اگر چہ طیس و ہو کہ یار میں شاطر و دغا
 باز ہیں کہتا اپنے میں جانتا ہے وہ بقصد امتحان آئے تو اوسکے چہرے چوٹ چاہیں
 سلسلہ مدعا تافہ کہ سب توٹ جائیں سمجھنے والے سمجھ کر حرف مطلب تک
 رسا ہوں عام جہانوں میں یہ نہ ٹل تافہ سے تخیل ہو جائیں واہ عاہ کیا نکتہ مادی
 جیکے فیض کی کوئی محروم نہ جاسی جیسی سمجھا لائے و یا استفادہ پا لے ۔

فصل چوتھی درایع ایمان و دینی شہادت

استبہاء فروعات اصولین تہذیبہ پیدا کرتے ہیں علی الخصوص ابوالفتح ہی میں استبہاء واقع ہوئے تو اللہ حافظ ایک حال پر شہدہ کا بیان کرتا ہوں اخصف نکر میں میں بدہوائی آغاز ہوا اس چوٹے موضع میں پانچ چہرہ کار و زمرنا تھلکہ عظیم خود طراشد گاہن پیدا کرو یا آخر کار اہل ہنود بفراسی چندہ بند و بست پوجا کی اور وقت شب متفضل ہوا تو تمام لوگ جمع ہو اور دیکھ رانگو اوسی گانوں کی دھیرنے ہاتھ میں ستار لیکر تہجائے اور زبان تنگی میں کچھ حضار جلسہ سنے گئے لگو اور یہ جلد سیر مکانی نزدیک تھا اور سب لوگ اوس سے مخاطب ہو کر کچھ بولتے تھے وہ میری سمجھ میں آتا تھا تب میں باہر نکل دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ دھیری کے سر پر چاری آئی ہے وہ کہوتی ہے اور پھر اس موضع تک اپر حالات بیان کرتی ہیں میں لا حول پڑھ چلا آیا قریب بارہ بجے رانگو لوگوں نے تالیاں بجا کچھ زور سے بولنا شروع کیا تب مجھ پر تعجب دریافت رہا نہ کیا پھر باہر نکل کر پوچھا تو لوگوں نے بیان کیا کہ جیسا کہ یہ سب اسکو بیان ہے جانے پر صفا منہ کرتے تھے اور یہ اور چند روز کا انماستام بتاتی تھی آخر کار اب شکار پر ہم راضی ہوتی تو لوگ خوش ہو کر تالیاں بجا گئی گئی کہتے ہیں اور جب تک یہ اس وقت جانی پر راضی نہ ہوگی اوس پر بحث کریں گے پھر میں اوکھ خیال بد وقت اوسی پر لا حول پڑھ داپس آیا اور کچھ تک یہ مہاجرہ صبح کو سنا کہ رات کو چاری اوسی وقت چل جانے کا وعدہ کی اور یہ یہی معلوم ہوا کہ راتین کو ٹی نیا بیمار نہ ہوا اور نہ بیمار و نسو کوئی ضایع ہوا دو چار روز میں بیمار شفا پائی اور اوس رات کو بعد کوئی بیمار نہ ہوا کہ جبکی نیا پر یہ کہنا درست ہوا بیمار ہی محمد و نہ رنغ ہو گئی تب میری خاطر میں شہادت آئے لگو ایمانین خلل صحت چھپا

خیال جن کی نوبت پہنچی ہے چند نبیوں میں اوس پر جا کو غلط کہتا تھا مگر دل منتشر کہ یہ سب کچھ جھوٹ تھا تو
یہ ظہور کیا ہوا ہے چند اسکول کے دو کرنا چاہا لیکن دونوں میں ہوتا تھا دعا کیا کہ یا اللہ یہ ہوجا غلط ہو تو
بطفیل شافع رحمۃ سریت و تقداد رہا کی حفظ و نگہبانی تیرے ہاتھ میں بعد کیا میت خیال بندہ کہ
عوام الناس کہتے ہیں کہ سچا خدا اور خدا میں سچ اور مسلمانوں میں مشہور آوازہ خلق اللہ نقارہ خدا
پھر تو مسرت اوس کی تائید ہر سہ لگی کہ مزین فال بدتا شود کار بد آدمی زبانہ نیک فال کمالے ان
استدلالوں کے یہ اثبات کیا کہ وہ لوگ متفق الفط اوس بیمار کی نسبت جو گئی گئی کا اظہار کئے وہ آوازہ
خلق نقارہ خدا تھا اور تہ لکھ یہ صد احب سب کو زبانہ نیک لکھی اللہ تھا کہ نزدیک مقبل ہو گئی اور بیماری
رفع ہوئی یوں آوازہ خلق نقارہ خدا کا اثبات ہوا تب شکر یہ ہادی بجا لایا کہ خوش محدثہ جاتا رہا
جب ایسی شہادتیں تھیں تب ہی مجبور ہوجاتا کہ اور دنیا و اسکا غیر ممکن اور ایسی شہادتیں ہاہل تعلیق کے
اعتقاد کو خراب اور اہل تحقیق کو مشتبہ کر دیتے ہیں اور اہل تصدیق کا نگہبان و حافظ معبود ہوتا کہ
اور شبہات کو شہادتیں تسلیم پابندی بزرگان ہر تحقیق پس از استماع پند و نصائح علما و فضلا
یہ بد غافل ثابت کیا تھا کہ کل مخلوق کا کوئی خالق پیدا کرنے و ماک والا ہے زمین و آسمان
تغیر بانی خود نہیں بنے ان سب کا محبوب و ہر غرض کہ مخلوق برحق خالق کا اثبات یہ مسلمانی تحقیق
نئی تعلیق کا مزہ دور تھا تحقیق میں لطف و وسر ملا اور حفظ ایمان و لذت اسلام جب ہی حاصل
ہو گی جب تصدیق ہو گی اور میں نے پتہ میں سدا تصدیقی یہاں کا قصد کر کے ایک صاحب سے
کہا کہ مجھ پر ایسی ترکیب تیار مین سلمان ہوجاؤں تو تمہاری تعمیل احکام خدا و رسول
میں کہا بعد سلمان ہونے پر تعمیل احکام فرض و جب ہوئی ہے تب قبل سلمان ہو فرمائی کہ تمہارے
آدمی سلمان ہو جاؤ مین کہا عشرہ شریف مین سدا ایمان میں دہر و غیرہ کو بڑی ذوق و
شوق سے کلمہ پڑھتی دیکھا اور رہنا ہوں کیا ان سب کلمہ خوانوں پر اطلاق مسلمانی آتا ہے کہ نہیں

کلمہ پر بھی کثرت نظر میں پوچھا وہ فرما کر تو کہے تصدیق بالقصد قرار بالاسان تب کہا کہ اقرار سانیہ میں
مسلمان اور دو سکر مذہب الہی برابر ہو اب دار و مدار اسلامی کا تصدیق قلب پر ہا ہر وہ قسم کا کوئی دے
قبول کرنا میں کہا مقبول القلب نہیں ہے تصدیق بمعنی شہاد اور شہاد گوہی گوہی میں اور گوہی
بے دیکھی میں نہیں سکتی مسلمان کو چاہیے کہ پہلے شہدان لا الہ کی تصدیق کرے بعد زبانتو اقرار تب
مسلمان ہوگا اور تعلیم تصدیق قلب بغیر سبب کامل نہیں ہو سکتی جو صاحب الہی تصدیق میں
داخل ہوں بھی یہی دعا خیر یا دینا دین و وحدۃ شہادت ہوئی کہ دوسرا نہیں
اور لا شریک آتے ہی ظاہر ہوا کہ دوسرا یہی ہے لیکن شریک نہیں ہے یہ بحث ہی بغیر تصدیق کلمہ قل
نہیں ہو سکتی سمجھنا چاہیے کہ ذات خالق ایک دوسری مخلوق صفت گو ذاتی ہے لیکن
شریک ذات نہیں ذات میں و وصفت خیر و شر ہر دو ذاتی آتے ہیں لیکن ذات
خیر و شر ہر دو سے میرا یہی جواب کہ ہر صفت کے ساتھ خلاف موجود ہے اور ذاتیں خلاف نہیں
لہذا یہاں خیر و شر قائم ہوئے تفہیم شریک ہو سیکو کہیں گے کہ نفع و ضرر ہر دو کا اثر ذات پر
موثر ہوا و جب اثر نفع و ضرر موثر نہیں وہ شریک کسب علیحدہ ہو گیا جبکہ ذات میں خلاف
نہیں تو خیر و شر کو تعلق ذاتی نہیں جب تعلق نہ ہوا اثر موثر نہیں دیکھو خیر و شر موثر بہ صفت
ہیں مثلاً کوئی شخص شہاد احوال و انفعال کا عمل کیا یا چھو اعمال و الفاظ کا مستعمل ہوا تو ہر
کا اثر صفت پر آتا ہے ذاتی تعلق نہیں پس جب بت یہ کہ الواف تبصریح معلوم نہیں سمجھہ برابر
نہوگی ذات درجہ کمال میں ہے کہ جہاں اثر خیر و شر نہیں۔

ایک کامل چہری یا تلوار وغیرہ بنا یا کہ جسکی ضروری مجموع صحت شکا یہ کمال کامل ہے اور میں نہ
خیر نہ شر مگر ہر دو اثر موجود جب تک کسی پر ضرب کیا تو الزام بذمہ فاعل نہ بذمہ کامل۔
کا حال ایسا ہے کہ کسی کہانشتی خط لکھدی لکھدیا درزی کپڑا سید سید یا صفا چھو بنا دیے

بنا و یا موصوٰر تصور کیجیے کہ نبی پر یا یہ حمد کا کل کے کمال تہی نہ ذات منشی وغیرہ تہی اور نہ وہ شرک
ذات ایک شخص بمقابلہ جماعت اگر وعظ و بند و نصیحت کیا لوگ نیک و عالم کی یکجا زبردستی
کی وجہ سے زیادہ کہا یا اور کہہیں افغانوں کی فاسق و فاجر غرضکہ اعمال صفائی کے وجہ سے کہیں رحیم
سنجی تہی کہ درجہ ولایت و شیطانی موسوم و منسوب ہوا تو یہ حمد اوی ایک جوہر کی صفات نہیں
نہ ذات پس آدمی دیکھ لے کہ ذاتیں صفا اور صفاتیں خلاف ہر۔

ہر فاسق و فاجر اپنی حالت فسق و فجور میں گزارا اور کافر کفر میں بسر لے گیا تب پرست و برود
بت سر جہکا یا گبرائش سے التجا لایا تو کوئی سورج سے مدعا چاہا تو کوئی مسجد میں دست دعا
دراز لایا سبکو رزاق رزق پہونچا یا رحیم نے رحم فرما حاجت روا کیا مراد میں بر لایا
و دعائیں قبول کیا جو کہ ذات معبود و وحدہ لاشریک اور یہہ جعفر ربان ہو اوہن ہر
کوئی شرک ذات معبود نہ تھا پر توئی فیض اوسی معبود بہر حال حاجت روائی کی جو
ذات درجہ کمال میں ہر اوسکے نزدیک سب اوسی کسی سے نہ تعلق نہ خلاف۔

ایک صاحب سیر تل ملاقات ہوئی کہے کہ آدمی کلہ پڑھو سے مسلمان ہونا لوگ
کہتے ہیں اور حالت مسلمانی ایسی کہ قبل از دین محمدی ہمارا دادا پر دادا اسی ہونے کے جوت
منات عزا کو خدا جانتے ہوں گے جب حضرت نے اذکا خدا ہونا ثابت فرما تو تب ہر تردید
اعتقاد کلہ پڑھی اور شہدان لا الہ الا اللہ کی اور مسلمان ہوا اور تب سے یہ سلسلہ مسلمانی
اون کے اولاد میں جاری ہوا اور اب تک اوسی اعتقاد پر قائم حل آ رہے ہیں کلہ خوانی سے مسلمان
ہونا اذکا طرح پر سمجھا جا جس شخص کے اعتقاد شہدان لا الہ میں خلل اسی البتہ اوسکو کلہ
پڑھنے سے مسلمان ہونا کہا جائے اور کلہ پڑھنے سے نہ کسی شخص کا مسلمان ہونا تصور کیا
جائے گا جسکی اعتقاد میں تقریر یہی نہوا ہو کلہ خوانی سے مسلمانی اونہیں کے کسی موصوح ہر

جسکے اہم و ایمان و یقین میں تفریق نہ ہو آبا اجداد ہی مسلمانوں کو کلمہ خوانی کیا اور کیا مسلمان
 بنائی ہوئے یا جاوے یا یہ قبول کیا جاوے کہ مسلمان شدہ کو کلمہ پڑھنا مسلمان نہیں بناتا
 ہے جواب مسلمان میں مقدم بھی ظاہر و باطن کو یکساں رکھنا اور یہ امر متعلق بہ وجود
 جداگانہ نہ اگر باطن ظاہر و باطن کو سچی درست کیا تو تا وقتیکہ بیٹا اوسکا اپنے ظاہر و باطن کو یکساں
 سونپکی اصلاح نہ کرے گا نہ ہوگا اور عمل با کمال و ہمین موثر نہ ہوگا چنانچہ باطن پر عالم کامل ہو اور بیٹا
 اوسکا علم حاصل کرے یا کمال نہ سیکھو تو وہ نہ عالم ہوگا اور نہ کامل علیٰ ہذا باب زیادہ بیٹا
 فاسق باب عابد بیٹا فاجر پس جیسی یہ اثرات پدری موثر نہیں یہ عمل ہی ہر وجود جداگانہ کے لیے
 - دیکھو انسان متعلق ہے اوپر و مثال کے ایک ظاہر و دوسرا باطن پس دیکھو کہ
 باطن کے رویہ بیٹے کے رویہ میں خلافت یا کمال ظاہر باطن ایک تو بیٹے کا دوسرا طریق علیٰ ہذا بطن
 و سخا وغیرہ البواب بہت ہیں کہ خلافت میں ہوتے ہیں چنانچہ کلمہ خوانی میں تصدیق قلب
 و اقرار رسانی جب تک یہ ہر دو شرط پوری نہیں ہوتی تو آپ ہی فرمائی کہ ایسی شخص پر اطلاق
 مسلمان کیا جائیگا اقرار رسانی نے شرعاً تصدیق مسلمان کی اب اقرار نہ تو مسلمان ہونا کیونکر
 سمجھا جائیگا دوسرے تصدیق قلبی کی شرط تو اب ہم یہ کہتے ہیں کہ جب تک جو معاہدہ مسلمان
 کے لیے مقرر ہیں پورا ادا نہ کئے جائیں گے وہ مسلمان پورا نہ ہوگا خیر اگر ایک معاہدہ اقرار
 رسانی شہدان لالہ کا پورا کیا تھا اور دوسرا معاہدہ تصدیق قلبی پورا نہ کیا جاتا تب ہی پورا
 معاہدہ نہ ہو ظاہر کہ اصلاح قلبی کے لیے تصدیق باطنی ہے جب ظاہر و باطن ایک ہو کر یوں نظر
 خوانی آدمی کو مسلمان بنائی تو اور جب کسی امر کی تصدیق ہو جاتی ہے تب شہد اور گمان
 اور وہم و خیال کو گنجائش باقی نہیں رہتی جس پر اگر حد و پیراں طرح بعد تصدیق مسلمان
 کا اقرار نہ ہونے کی تو یہ امر او نہیں کے دائرہ تہذیب و بیٹے کے ساتھ ہوگا یہ تو

جو کر گیا پائیکانہ کر گیا محرم رجا سیے گا باپ دادا کی پیروی کی تقلید ہوگی تصدیق کہنا ہوگی۔
 خوف ورجا کے درمیان رضا جو کہ افعال انسانی ان ہر دو کے درمیان پہلو
 ہیں اور طاعت معبود تو نہ خوف کی درست ہوتی ہے نہ رجا کی اگر دوزخ کے اذیت ہو
 بجز کی یا جنت و حوض کوثر میں کی غرض سے کیجاوگی تو یہ ہر دو داخل بطاعت نہیں سمجھا
 جائیگا کہ درمیان خوف ورجا کے پڑیکا حکم ہے اور ان کے درمیان میں جانیگا موقع جہی
 حاصل ہوگا جہاں ہر دو میں جدائی کیجاوگی اور جدائی اوس وقت سمجھی جاوگی جب
 ایک جہی ہر دو علیحدہ کئے جاوے گئے۔ دیکھو یہ دونوں جسم میں موجود ہیں پہلے جسم سے
 انکو علیحدہ کر کے ان کو درمیان انکی گنجائش نکالیں بعد ان کے درمیان جو آیا خوف ورجا
 دونوں سے جدا کی ہوئی مطلب یہ قدر کہ دونوں سے جدا دونوں کے بیچ میں رہے کہ خیر الامور اور
 کہا کہ جب خوف ورجا کو چھکارا ہوگا تب درمیان میں انکا موقع پائے گا اور وہ ہر دو
 جہاں پہلے معبود جائیگا ہاں دونوں اسکے ساتھ ہوں پر واپس نہیں مگر یہ خود خوف یا دہانہ
 بنجائی اور نہ انکے ساتھ ہو جائے کیونکہ خوف ورجا سودمند و نافع نہیں نہ بیان کام
 دے اور نہ دہان کام دین گئے۔

نفل میں خادموں کی ایک طبقات کے تین خادموں ہیں ایک خدمت بخوف انجام دیتا تھا
 اور سمجھتا تھا کہ قصور میں صاحب نرا دیکھا کہ جو باعث میری سفر نکاہے۔ دوسرا خادم تھا
 ورجا کا خدمت انجام دیتا تھا کہ صاحب ضامنہ و خوشنود ہوگا تو مجھے کچھ عطا کرے گا اور
 وہ میری بہبود کا سبب میرا خادم جانا کہ میں خدمت کیلئے موضوع کیا گیا ہوں تاہم
 انجام دونوں در رضا جوئی مالک میرا منصب پر میری نفع و ضرر کو خود سے تسلیم نہیں
 ملک کی ملازم اول و دوم ہر دو خود غرض خواہان بہبود خود نفع کے خواہان ضرر کے

احکام کرنا اور سپردا کج برضائی خود دی عطا سمجھنا نہ معاوضہ مانگنا۔

اللہ تعالیٰ اکثرین رازق و روزی رسان فرماتا ہے اور بندہ اپنے تدبیر و فکر و کسب کمال کو روزی رسانا کر جو سمجھتا ہے کہ میں کہا نا کہ تاہون اس ضعف اعتقادی کو آدمی اپنے دل سے دور کرے۔

کار بار دنیا ماشا اللہ سب سرز لے دیکھ لو میں نے دنیا میں کبھی اللہ کے دیکھ کر نہیں دیکھا احکام شرعی روزہ غایب زکوٰۃ تو برابر تعمیل ہوتے ہیں اور میں ہی کبھی نہ کرتا ہوں مگر الحق مگر سمجھ کر سچ بولتا ہوں کہ یہ سب کچھ اللہ واسطہ نہیں کرتے ہیں ثابت میں یہ کہ نہایت عرض کو فرحور غلمان یادہ در دنیا ستر و عاقبت میں طے پس یہ سب اسکو واسطے ہرے نہ اللہ واسطے خبر یہ نہ ہو تو یہ تو نبی ہوئی بات ہے کہ جو اطہر اللہ اس نظر آ رہی ہے کہ سب پیش کے واسطہ کرتے ہیں روزی ہوئی سائیں باورچی خدشا رسما ہی منشی تصدی و باری بزار نیاسی عالم ناضل جواد و جعفر کرتے ہیں سب نیٹ لیو اسکو کہ کچھ ہیر خواہ دنیا میں یا دین

خمسہ میان نظیر

| | |
|------------------------------------|-----------------------------------|
| کرتا ہے کوئی جبر و جفا پیٹ کے لئے | سہتا ہے کوئی رنج و بلا پیٹ کے لئے |
| سیکھا ہے کوئی مکر و دغا پیٹ کے لئے | پھرتا ہے کوئی بے سرو پا پیٹ کیلئے |

جو ہے سو پورا ہے خدا پیٹ کیلئے

| | |
|--------------------------------------|----------------------------------|
| عاجز ہیں اسکے واسطہ کیا شاہ کیا وزیر | محتاج ہیں اسکے لئے بخشے و میر |
| منشی وکیل ایچی تصدی و شیر | چاکر و نضر غلام تو نذر غنی و شیر |

سب کر رہے ہیں فکر داپیٹ کیلئے

| | |
|---------------------------------|------------------------------|
| حیران حور دی سے لگا سیٹھا ہو گا | دلال جو ہر کناری کے پیشہ دار |
|---------------------------------|------------------------------|

| | |
|-------------------------------------|---|
| پساری و نواز انا خونگی کار بار تو | یو بار لین دین سچ شریض اور او دوا |
| بیٹھے ہیں سب دوکان نگاہیٹ کیلئے | |
| بیٹھے ہیں مسجدوں میں مصلیٰ کجا بچھا | جیسے ہیں کے ہاتھ میں تاجیہ کر چھرا |
| وانہ کے ہر سخن میں ہر کہانے کا پنا | عابد ہی دعوتوں کی عبادت پر کر رہا |
| زاد ہی مانگتا ہے دعا عید کیلئے | |
| بدنام ہے اس کے لڑ خلق میں کلال تو | زباں ہی کرے ہر اس کے لڑ لال |
| صدیاد ہی اس کے لئے لیلا ہے جال | ٹھگ ہی اس کے واسطے پھاٹی لال |
| ہر وقت کہہ دیتا ہے گلا پیٹ کیلئے | |
| تب گھٹ اوچکی چور دغا باز راہ مار | عیار جب کترے نظر باز ہوشیار |
| سب اپنی پیٹ کے کرتے ہیں کار با | کوئی خدا کی واسطے کرتا نہیں سکار |
| ملی ہی مارتی ہے چہا پیٹ کے لئے | |
| فاضل کے فضل میں ہے اس کی ہر التجا | عابد نجومی کا ہی اسی پر ہے مدعا |
| ملا ہی دن گذاری ہر لڑکے پڑھا پڑھا | شاعر ہی دیکھتے تو قصیدے بنا بنا |
| کیا کیا کرے ہر صفت نہا پیٹ کیلئے | |
| قاضی کے حاکمی ہی یہ ہر بات ہے گواہ | مفتی کے قصد کی ہی یہ شاہد ہر خواہ خواہ |
| بیدار حکیم کی ہر اسی ہر ہر اب گاہ | دھار کے ہی درد کو دیکھا لڑ دہے اہ |
| دن رات کو نہا ہر وفا پیٹ کیلئے | |
| پڑھتے ہیں اب قرآن چور دوکان کو نام | سینچ بیٹھ کرتے ہیں پنج آیتیں تمام |
| دو خیمیں بابشت میں مرد کا پوچھتے ام | کچھ سو پر اوں کو حلوی ومانڈیسی اپنے کام |

| | | |
|--|---------------------------------------|--|
| | خوش ہو گئے جب کہ اون کو ملا بیٹھ گیلے | |
| دور نہ سب ان پر پیشہ کئے ہیں کل اور کلام و سمجھے نہ کچھ حال نہ جانا کہ کچھ کام | | کہ جو نہیں کوئی لئے ہے محبت سے حق کام نہا ماقبست کی فکر نہ راہ خدا سے کام |
| | جو جس سے ہو سکا سو کیا مٹ گیلے | |
| خالی ہے جہاں بیٹھ رہا ہے ہر توبہ سے ہر قول سوچو نہ دین دہرم نہ اللہ نار رسول و | | جہاں کاشمیر ہے وہ ہیتا ٹھٹھٹھ جہاں گشت اس گڑھ میں ہے آگ خاک و ہول |
| | جو جو کوئی کرے سو جہاں بیٹھ کے لے | |
| سرور کیا غریب تو نگہ ہو یا فقیر و اپنی بیہ دعا سے شب و روز ای نظیر | | رہ و دار مالدار گداش و کیا و ریز و زو ہر دم سے جو ہو نہ دیکھ اسی حال میں اسیر |
| | وہی شرم آور دستے خدا بیٹھ گیلے | |
| <p>پہلے آدمی اس غرض سے نہیں جدا کرے من بعد کار سے خدا کرے تب وہ کام البتہ خاص ہے خدا شہا ہو گا جب مجھ پر اس سے سبکدوشی نہ ہوئی تب این گراں داری در مرشد پر آیا وہ یقین پایا کہ جس صاحب میرے کل افعال بد گنجی خدا و اسطو کوئی کام نہیں دیکھتا تھا اب عجب دیکھ باطنی مرشد نے ایسے کا وچ کہ جسکے سبب سے راستہ دید باطنی کے ایسی بدل گئی کہ اب کوئی کار مخلوق و اسطو کوئی نظر ہی نہیں آتا یہ انقلاب مانہ کہنا یا قدرت کا کار خانہ کہ ہر سے کہاں گیا ہوں جب خلق اللہ نظر نہیں سے سمجھائی تھی کہ خالق کا نظر آنا سدوم ہو رہا تھا اب خلق پر نظر آیا کہ خلق اللہ تمام اوس میں جذب و سلب نظر آتی ہے ۔</p> | | |
| <p>ایک صاحب نے کہ وحدت الوجود خلاف عین الیقین کثرت وجود کو تو دیکھ رہے ہیں اور وحدت الوجود قبول رہے ہیں ایسوں کو اگر منسوب بامینا کریں تو کچھ خلاف نہیں جواب عجب کانٹو</p> | | |

سُننے لکھنے سے دیکھنے زبان سے بولے اور سیر سے بھیجے تو ایسے عقل لایا کہ بے جا اُلجھتا اور بے جا سوچتا۔
ایک نہیں تو کیا کئے ہیں میں ان سب کو سمجھ کر یہ کل چور کیا کہ جو درخت ہے۔

سوال ہیں ہوا سے تپتی نہ ہو گی کی جلد وجود ایک ہو جی نہیں سکتا

وچلن مین فریق کہیں عورت کہیں مرد ایک شیم کسا اوکے گلاب ہوا سبھا کے
سجھہ میں نہ آئے تو کہا نکد کوئی سبھا ہے یہ تیرا تیرا ہم سے نہیں چلا

خزانہ ایک ویسٹ روپہ کے شکوک کے ساتھ

و شکل میں فرق۔ کوئی ضربی۔ کوئی قلبی۔ کوئی اہستہ۔ کوئی تیز۔ کوئی

بٹہ سے چل کر بکینور وچیدین اٹھنی چالی زور الی سے

انکوائی کے نتیجے میں کم و بیش تمام حقائق سامنے آئے ہیں۔

درین ایام رویدادی مختلفه در این مقام در پیش آمد که اینها را در این

میں سرور و جلال و درجہ ایسا ہے کہ اس کی ایک بار شرفی ایک سال کا سیر ہو

پہلے بہت کم ایک کم بہت سوا میٹم

مفسرِ راوی، ایک کے مرنے پر مارا ایک سے بڑھتا ہوا، اگر کسی مخلوق کو خواہ

و اما بهت حکم یک هم بیت ماغ ایک هو است

انڈے بہت باب ایک بیٹے بہت جسم ایک اعضا بہت روح ایک دم بہت

دانت بہت ناک ایک بہت فلک ایک خست قلب ایک

ایک عالمیت جان ایک فانییت شاعر ایک شعریت عابد ایک عبادت

شاه ایک درویش شاه ایک شکرینیت حاکم ایک حکم بہت عاصی ایک غنیت

[illegible]

غلط گوئیں معتقدین اعتدالات کریں جو پوچھو تو جواب دے کہ فرود بحث کتنی ہیں واضح میں نہ وہ سمجھ میں نہ اور کون سمجھتا انا ہے رباعی سنیں نہ گویں کہ کیا دایہا تین عین تین اور ان کو ٹیکائی کی باتیں پکھوڑ کر کرکھوڑ کر سنت نہ کیا کرتے ہیں پوچھنا کی باتیں نہ نہیں سمجھتی ہیں معان فیض حاصل نہ کر رہے خدا سے ملائی کی باتیں نہ آدا سے پرست کرنا اسی توحید درست آیا کہ مال کار سے نادانستہ ہے جب نادان و کار نادان و نادان معبود بھی ہیں لہذا بصدق اویس

نقل ہے

ایک بند تعلیم گزشتہ مائیک کے گس را می کیا کرتا تھا ایک وز مالک سویا بند رگس را می کرتا تھا ایک مکھی باد جو بار بار اوڑھتی جاسکے پھر مٹہ پر بیٹھی تھی بند رنجیر خواہی آقا مکھی کو مار ڈالو کہ غرض سہری ایک تھیلہ لایا اور پکھی سہری پر لگی بیٹھی تھیلہ رسی مارا مکھی را گئی سر آقا کا تھیلہ ہوا اب آدمی سمجھ سکتا ہے کہ تھیلہ خواہی نادان ایسے ہوتے ہیں بس لازم و واجب ہے کہ معلوم کرنے میں کوتاہی نہ کرے تا ایمان میں تفرقہ آخر شر نہ ہو جائے ۔

فصل پانچویں ابلیس کا ہر آدمی کے ساتھ ہونا ۔

ان قواعد و قیود کے ساتھ آدمی جب متعبد ہوتا ہے ابلیس سداہ نامی اور ظاہر کہ افعال انسانی دو قسم ہیں خیر و شر و خیر منسوب بخدا و شر منسوب ابلیس اور وہ افعال نیک ہونے دینے کی غرض سے ہر آدمی کے ساتھ رہتا ہے اور مصاحبین اس کے ہمراہ رہتے ہیں اور انکی شناخت محال تھا تا ابلیس شر سے شر و پناہ شناخت کام نہ گئی پہچان ہو گئی میں پوچھا ابلیس تجھے مجھ ایک خیر ضعیف تو کہوں خداوت ہر آدمی تیرا قیام کہاں ابلیس کہاں ہر وجود انسان کے ساتھ میرا قیام کہیں کہاں لا حول پہنچنے سے ابلیس دفع ہو جاتا ہے اور کہاں تیرا قیام کہاں ابلیس

غرض کہ بعد یحییٰ بنکے وعدہ پر چھوڑ گیا پھر آدم علیہ السلام تشریف لائے اور خناس کو دیکھ کر حضرت سی فرما رہا
 کہ باوجود منع ابلیس کے خوش آمد پر تم دیکھو کہا اوسے رکھتی ہوا چہا نہیں کرتے یہ کہہ کر خناس کو جلا کر کھا
 بنا دیا میں بہا دیا اور سیطون تشریف لے گیا ابلیس آیا اور بچہ طلب کیا اور بعد موعودم کرنے کی کیفیت دریافت
 کیا خناس کو پکارا وہ دریا سی باہر آیا ابلیس اسی شکل کو سفند بنا پھر اعلیٰ السلام کے نزدیک استقامت
 و محبت کیا کہ اعلیٰ السلام کو رحم کیا تھوڑی دیر تک بچہ کو سفند کے رہنے کی اجازت فرما لی
 چھوڑ کر چلا گیا بعد آدم علیہ السلام آئے اور بچہ کو سفند کی حقیقت معلوم فرمایا خلی حضرت سی فرمایا
 کہ باوجود منع تم بچہ ابلیس کو رکھی اور کہنا نہ مانے معلوم ہوا کہ شیت از دوسری یوحنا ہے پھر بچہ کو سفند کو
 منہج کر گوشت پکوا پھر در حضرت نوش فرمائی جب آدم علیہ السلام باہر تشریف لے گیا ابلیس آیا اور
 اپنا بچہ طلب کیا اور زمانی حضرت اوسکے کہا میں جانکی حقیقت سن کر شک یہ حال اس کے کہا کہ دعا میں
 ہوئی اسلئے قیام اولاد آدم قیام ابلیس ہوا یہ کہہ کر چلا گیا اس طرح ہر دو جو انسان کی ساتھ پرورد
 ابلیس قائم ہے تب میں کہا کہ اسی ابلیس جیکہ توفیق بکے ساتھ پیدا ہوا ہے تو پھر مجھے
 اور عداوت کی وجہ کیا جو درپے آزار سی ابلیس لگا کر کیا اور کہا کہ نہ میں تمہارا دشمن ہوں اور
 نہ درپے آزار آدمی نا انصافی سی نظر پر غرض کہ مجھے دشمن بنا کر تاجی ذرا غور کرو کہ آدمی اپنے غلط
 کی غرض سے مرکب فعل بد ہوتا ہے اور لعن ملعون ابلیس پر کرتا ہے ذرا انصافی نظر کرو
 کہ بعد غلطی جب پہلے خطا دار پایا مغالطہ ابلیس بتایا اپنی تین الزام سے بچا لینا سمجھا اور ملزم
 ابلیس کو بتایا تو کیا ابلیس اسی ملزم ہو گیا جب ہوتا کہ ابلیس غلط حاصل کرتا جب اوسے کوئی
 اور سیطرہ کا نفع و خط نہیں تو ابلیس کو کہنا اور سمجھنا غلط ہو گیا اور سر کیو مغالطہ جب ہو دیا جاتا
 جب نفع ذاتی اپنا اور میں دیکھ لیا جاتا ہے مجبور ہوں قبل قصداً کتاب فعل بد آدمی خود
 ابلیس بن جاتا ہے اور مرکب ہوتا ہے اور میں تماشہ دیکھتا ہوں اور خوشی ہوتا ہوں کہ آدمی سرور

و شہادت کر لیا اگر سچ حکم ہو تا تو میں اس شیطان صورت انسان پر لا حول پڑھ کر تو یہ اوسکا کرتا تو وہ
 شکر بے نفع بدبو کجی مطعون نمک تا کیا خوب لذتیں اور رمزی آپ حاصل کریں اور لعنت طبعیں بخود
 خود بد و درگزر دین کہہ اسی طبعیں تو وہ کہ نہ میں گناہ نکرون طبعیں شکر کہہ خوب
 سحر دست نہ اڑا دین مال کا فراموش کرنا نہیں تباہی تباہی جب آئیں اپنی تین بچائی غرض سے نہ
 وہی طبعیں تباہی جو اس کی ہوش کو پیش نظر کہہ مال کا رسے جو کاسک بد کر دیا اور جو مال کا کو
 دیکھا طبعیں اوسکا کچھ نہ سکا اگرچہ آدمی اپنی کو برا عقلمند تباہی مگر غرض کہ مقابلہ میں ایسا ہو تو
 نہ تو ان بچا بچا کہ بھروسے کے برابر مقابل دوسرا نہیں اور یہ حماقت انسان موجب شہادت
 ایسی ہے کہ آدمی اتنی سمجھنا کیا تھا اور کرنا کیا ہی و بد و لیسری یہ کہ شہادت نہیں اور نامہ ہی لپی کہ
 کہ ایدہ حکم سے دست بردار اور لذت اذیتا ثبات پر اپنی محو کہ بھلا خوشی قابل نہیں بار و یہ مقام نہ
 کر کے اور معافی مانگنی نہ وہ باطل لا حول پڑھ کر اپنی بری الذکر کر نیکی تیار احکام خدا و رسول
 فراموش کر دیا جو تو انا خط کیا کہیں سچ ہو کہ شیطان مغالطہ دہی انسان سزا پائیگا اور آدمی
 اسوہ سچی چاہی کر دار و سزای اعمال سچ بھائیگا لوگ بقابلہ اعراض کسی مغالطہ خواری میں پڑ
 ہیں جس کی انتہا نہیں قبل از کتاب فعل نفیہ پس کے فکر کرنے مغالطہ خواری نہ ہونے ناخود ہی
 دہم خطا وارمی پر نام نہ ہو مغالطہ خودی سچا تو یہی ہی عقلندی اور دلست پر لازم آتا ہے
 اور ناوالی قبول کی اور فی الواقع ہمیں کیا کام ہے اور ان کو کیا کرنا چاہی ہمیں سچ
 یہ نقل سنو اور حواس فاضلہ کو جا کر جواب دے۔ نقل ہی کہ ایک امیر کا اون آباد کیا
 وہ باشندگان موضع کا مجلس خیر خواہ تہا نظر آسایش یا شدگان و انتفاع ہو یا دیان و
 روش موضع بازار لگانیکی فکر کیا اور سوچا کہ بازار میں اچھی بری جس کی تباہی ان ذریعہ
 مشاوی لوگوں کو خبردار و آگاہ کیا کہ اس شہادت مفید کاغذ یا بر نفع اور مضر کاغذ یا بر ضرر

اور ہٹا دیا بلکہ افسانہ کیا کہ فلان شے نہ لین خیر بازار شروع ہوا اور بیو پارسی بہت قسم کے جناس دیا
 رکھ کر تعریفیں کرنے لگے اور خریدار خرید کر لے کر بیٹے شے بھر خریدی صرفت اٹھا تو اب فرماتے کہ یہ قصور
 مالک موضع کا ہے جس نے گاؤں آباد کر بازار لگایا اور اسٹیار مضر بازار میں لانے اور تہیہ کا حکم دیا
 یادو کا نذر کا تہیہ مضر استیجی اور اپنی مالکی تعریف کا پیشہ اختیار کیا یا خریدار کا سینہ بہت سوجھ
 جواب دیا کہ خریدار خبردار سوچا تھا یہ فیسم خریدار کو لازم ہے کہ خریدنے کے پہلے اپنی نفیہ و ضرر
 سمجھ کر کسی شے خریدی جائے پر وہ جان غلطی کر خرید کیا کر دے خوش آمدنی پیش آئیں نہ قصور
 مالک موضع کا ہے نہ تاجر کا تہیہ خیرش ہوا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ بازار دنیا میں نہیں بچا ہر شے کے
 بیوپار کا منقطع فرما بازار دنیا میں روانہ کیا اور فریہ پیغلان بھڑاتا دام و بی کے احکام صادر
 کیا اس سب سے کوئی خواہاں شہر ہو تو اس نے خدا و رسول کے حکم کو نہ مانا اور اپنی مال کا کو نہ سوچا
 یا ابلیس سے دیکھو کہ کہا یا یہ شہر مندہ ہو نیکی جا رہی ہے ملعون ملعون ابلیس پر کینگی میں ہی دیکھو لو لگا کہ حساب
 کفے ہو گا اور کون سزا پائے گی آخرت میں سب کے حسن و قبح کہیں جائیگی غرضکہ ابلیس سے فقرہ لیا کہ
 ناطقہ بند ہو گیا بجز ہر کے جواب میں آیا کہ یہ ہدایت مخائب اللہ جوئی اب مجھ پر ضرور ہوا کہ
 میں آئندہ اپنی تین انہر سے محنت رکھوں اور سکے بعد ابلیس و پوش میں مادم خاموش رہا
 بعد چندی پھر مقابلہ ہوا پوچھا اسی ابلیس کہ ہر تھا لو کہ اس کا تہہ جدا نہیں تھا
 سمجھے ہو گے کہ ابلیس دفعہ ہو گیا یہ تہہ غلط تاحیات مجھے جدائی نہیں البتہ بنظر مخالفہ دی بہ تہہ
 لباس تاجون تھو اور سباحتہ میں رہت باز پایا کہ مجھے قایل ہوئے تو اب مجھ پر ہی لازم ہوا کہ
 اچھی بات پر تمکو آگاہ کروں لہذا اچھے نصیحت کرتا ہوں کہ ہر مسلمان کو پابندی شروع
 شریف مقدم ہے اور پابندی کلمتک مخالفہ ابلیس میں نے کہا اس مجمل کی تصریح
 کرنا مجھے معلوم ہوا کہ فلان پابندی نہیں ہوتی جواب دیا کہ ہر احکام شرعی کا خلاف تو

و اگر بکس نقیض تکلیفی داخل خلاف شرع یا حکم بودی ترک یا دوسرے عمل کرنا گویا
 حکام میں مداخلت کرنا یہ سب بجا و اس سے ضرور بچا و یکہ و نفعی نہیں کے لئے شرع و احوال
 میں حکم سے دور رکھو تا کہ غفلت خلاف کرنے سے پاتا ہوں اسکا ذکر شرع میں نہیں ہوا جہاں تک
 یہ ایسا نہیں کرتے اگر حور و وہیں کہا شرع حکم ظاہر کرتی ہے اور جب فعال شدہ طائی بطور
 حلی سے تب میں احوال برتتا ہوں نہیں کہا واقعیہ میں کے لکھی ہو عمل کرتے ہو
 اور ان میں نہیں ہے جو حکم شرع سے ہیں لہذا خلاف شرع میں کہا واقعیہ میں کے لکھنے کو کوئی
 نہیں کہ البتہ صفائی قلب کی ضرورتیں ہو کچھ فرماتے ہیں وہ ہم لوگ البتہ کہتے ہیں اگر
 و اگر اثر نہیں پڑتا ہو تو یہ عمل علیحدہ ہے اور مجھ اس تقریر میں کوئی مبالغہ و وہ کہ آتی ہے کہ
 و ترک عمل کیا جائے تو صفائی قلب متعذر ہو نہیں کہتا یہ تقریریں ہر اور میری غایت اور مطلب
 ہے کہ مسلمان شرع کے احکام میں مداخلت نہ کرے کہ شرعی میں کہا دل خایہ نہ را منہ است
 پاکت ادا کرنا از حد نہ در بر تاد و سرانہ ہی پائے تب میں حکم کو لاکہ کم سمجھے ہو کہ میں
 کہ اگر صفائی میں ہے یا نہ اور نگاہ یہ سزا ہو کہ کم ہے کہ آدمی یا نہیں کے ساتھ یا خدا سے غافل ہو
 و اگر خدا سے غافل ہو تو نہ ملحق و مشغول کہ ہا ہوں جہم کلام شیطان رہا و یا خدا کا خیر سے
 و اگر وہ کہ تمہارا عمل سے کیا اثر کیا میں کہہ کہ ای میں تو دل خانہ خدا میں جاد ہو نہ پتہ تھا
 و اگر صفائی قلب عامل ہوگا البتہ عمل نکتہ ہادی میں کو وہاں جا میر نہ ہوگی لہذا اور ضرور پڑا کہ
 و اگر صفائی بغیر صبح بنا سے مادہ عمل نہ کیا جائے نہ خلعت کر لیا نہیں کہ وہاں موقع ملے یہ درود
 و اگر صفائی اگر نہ ہفت کی روک کر تا جو درود مکان نور کیوں کر معصوم ہو اور کسی مداخلت کرے
 و اگر صفائی اگر در دل یا خدا میں مشغول ہو گیا ظاہر طہر پہ پہ کہ جو نہیں سے مقابلہ ہو رہا ہے کہ
 و اگر صفائی عین صواب کی تیری حائثہ مشغول ہونا و سوقت شمار ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا

جب اللہ شہزاد ہوا تو تیس اہلیں کا ایسا حال ہوتا ہے غنیمت کہ طفیل آدمی نہیں کہ ایسے فقرہ دیا کرتا ہے
 ناظمہ بند ہو کر اور انہیں روٹھ کر کے گدڑ نہ ہوئی پس جو کوئی نکتہ ہادی پر جا ملے تو گناہ بقتلہ تعالیٰ سے
 پر غالب ہو گا۔

فصل چھٹی سپوٹ کے بیان میں

جب مہاجرین اہلیس کے مدافعت کی جاتی ہے سپوٹ آجود ہو جاتی ہے اور وہاں کا وجہ و بہت ہیں اور
 ارشاد میں سپوٹ خلاف باہمی کہ کہتے ہیں جس ریاست میں اسکا گدڑ ہو اور نظام
 خواہیہ عاید تیار نام بدنام نہیں پرستہ تلخ کام خط ریاست حرام اور جس گھر میں سپوٹ
 کارخانہ خرابیہ خانیہ منتشر و پرگندہ حواس جب اسکا یہ حال آدمی دیکھتا ہے تو لازم ہے کہ
 خانہ تن کو دیکھے کہ دل خانہ خانیہ کشتہ راجع مخافین کہ کہ جسکے بیان میں زبان قاصر عقل کم
 برحق ہے کہ سپوٹ ایک دوسری ضد الہی کہ جسکا حال اظہار اور دفعہ اسکا خیر کا انشا ہے
 دل و دین و شیعہ سخن قریب کہ خدا نہا تو سکا نہیں کہیں کا سپوٹ ثابت ہوا ہو
 نے دین اہلیس کا سپوٹ ثابت کیا احکام شرع پر یہ تقدیر دل قصد ہوا تو اسی دلیل ترغیب
 اہلیس مانع احکام شرع موجود رہتی خوف موجود یا روزہ رکھو ورنہ سزا ہوگی الجمع و اعطش
 کہ کاراموز ہنر و اگزار غایت کی خبر خدا جانے و اتوارام سے گذرانی ہر دینا میں کھو
 سے درگزر نہ کر خوف دلی نے حال و احرام کے تمیز پر ڈرایا تو خوشن اور اسایشون حبانی
 آخر خلاف ہو گیا غنیمت کہ ایک دوسری خلاف میں مستعد موجود دل سر کی خارج خلاف احکام شرع
 و کہا کہ ڈراوے بندہ بندگی کا قصد کرے عشرت و شہوات تلخ راگ رنگ دیکھو یہ مستعد ہو جائے
 خیر الناس کا ہے نہ بناو لا تصرف قدم آگے نہڑا بہت خطا و قتال پر آمردنیا بہت ہمتی قہر
 شیکم مخافہ میر جی نرمی کی غنیمت اخذت کا درعیش و منوین خطر استثنائی طرف بلا سلی

[illegible]

جسے ایسے وقت پر دست با دست مرشد پہنچایا اور شدنے و وعظ کا سبق ایسا پڑھایا کہ دست خوان مغایرت
مخالفین نے پڑھایا صلح کل کا جامہ پہنایا ورنہ اندفاع و عین کیا کیا انکار و تسبیح پڑھتے ہی ارکے پار
بفصلہ تعالوت سب چھوٹے ہو کی اللہ تعالیٰ نے ہندو کو ان چکر و لسی پار گائی سمجھ سرفراز قمر کا ساتھ ہو
قوشہ آخرت ساتھ ہو

فصل ساتویں دنیا مڑار کے باغین

اللہ دنیا جنت و طابہا کا لباس مردار کی طلب مجھ کہتے نامی لہذا قصد ترک کیا اور تائبین یا ہونیکم
صاحب لوگ بنا دیں اور اسے ترک کروں طبقہ زمین آسمانین جو کچھ ہے اگر اسکا نام دنیا ہے
تو ترک اسکا غیر ممکن کیونکہ ایسی کوئی جہان نہیں جہاں میں آسمان اسی جہاں نہ بقید حیات و نہ بعد
حیات ازین تا آسمان چھاتی مگر دنیا نہ ملی غور سے دنیا کو دیکھا تو طلب نہ کئے نامی لہذا طلب میں دنیا
بات نا تصور کر اچھو بات کو فراموش اور زمین شخص کیا کہ تا بعد تحقیق اوسے ترک کروں شمس
ترک دنیا کا سوچ آئینہ جو کچھ بڑی ایسی کامیاب نہیں جو بغور شخص ہو کہ طلب دنیا سے طلب جہنم
شرع منع کی ہے بغور اسکی یہ خیال ہو کہ دنیا دار تو حکم اوسے ترک کا ہوا ہے اور میں اطلب
کو ترک کرنا چاہتا ہوں جو دنیا قرار پائی اور طالب کتبنا ہے بہت کچھ سامعہ حراشی اور
مغز ناشی لہذا کچھ مگر دنیا کا تہ ہر دست نہ موات کل اچھو بات کا لالہ جائز و ناجائز
قصد ترک کیا ورنہ و فرزند مال و مکان وغیرہ اور جو اور خسفہ رشتے سب سجدا جی جاتا
تا یہ مجھے ترک ہو جاوین اور اندہ طلب اونکی نہ کروں اور کہتے ہیں شیخون متعالیہ
و مساحفہ زن و فرزند دنیا و طالب مردار کہتے کہا گیا ہے بحکم خدا و رسول رس
و مال و مکان از روز یور وغیرہ جو اور خسفہ رجب احکام شریع آدمی کو حرام ہے
نوسب حلال کس آیت و حدیث سے تمنی اس پر اطلاق مردار ہی کہ جسکی وجہ

تمیز کرے اور حکا در حیا یا غضب مرد و زن کے بنای ہے اگر ترک کرنا سال کا کٹہ بناتی ہو تو ادنیٰ ثابت کر دینا
 ہو سبب الحکم یہ قبول کر دے کہ ترک حلال آدمی کو کٹہ کا رہنا تھا اور تھا جسکو کھو و شہر لاہور آدھیکو ہم پر حرام
 بنای کہ جو ترک کر سکتا ہو وہ یہ تھلا یا ہم حرام نہیں کر سکتے جو صاحب یہ کوئی تھا رد واسطہ خفیہ نہیں ہر طلب
 خفیہ تلاش کر دے اور سبب الحکم آدمی کو کٹہ نہیں ہر کچھ اس میں مناظرہ مباحثہ ہو کر میں مغلوب ہ
 طالبہ آدھ راجا جو کچھ سبب از سر نو بھی تلاش کیا ہو وہی خواص کٹہ کو دیکھا تو طالع در میں نظر آیا تب غائب
 ہوا میں طبع کیا ہو وہی تلاش کیا تو یہ جو سبب ہو کہ بلال نا جائز و ناجائز غیر موجود کی خواہش طلب کرنا ہی کہ
 اگر کٹہ است ظاہر و دسرا بلات میں نیا و ناظرہ جو حکم منع ہوا وہی خواہش طلب مرد و کٹہ بنای ہے
 تاکہ دنیا کو بلال ناظرہ حرام ظلال پر غیر موجود یا نہ پیران کا طلب کرنا طالع حرس اور وہ مرد و از سبب طلب اس کٹہ
 کہ اور اسکا ترک ترک دنیا ہی کیونکہ جو چیز لیاقت حضرت سناج دیکھا اور طالب اسکا کٹہ ہوا مثلاً شکاک
 رفتی کہتا رہا اور ہوا میں طلب یہ کہ بریاتی و یا زردہ کھانیکو ملی یا میل جائیداد میں طلب اس کٹہ
 میرا ہر سہی پر سوار اور طلب خواہش سوار ہی باقی ہماری میانہ بگی ہو بہ طبع و حرص طلب ہی اور اسکا
 نام دینا اور اسکا طالب کہا گیا ہی اگر سوار اس طلب کو دیکھا تو ادنیٰ ظاہر ہوگا کہ جب اسے غیر موجود کی طلب
 لاتی ہی تو ادنیٰ کیے بلکی توقع میں ایسا قبلہ اور اسکی آرزو میں خود متفرق ہوا ہی کہ یہ فکر کیا دیگی تو یوں
 ہر دست ہوگی اسکے اشتعال و غم ایسا شدو جاتا ہی کہ اسکے ظاہر و باطن میں اسکے سوا وہ ہر ذکر و شغل
 نہیں رہتا ہی اسوا اس طلب کو طلب دینا اور یہ خفیہ قرار پائی ہا ب جو سبب موجود ہر کہ زاید از ضرورت یا
 رکبتی میں انکے طلب خواہش یہ ہو کہ موجودات بر وقت میں ہمارا کام آدنگی یا نہ میری زرقا عت
 یا دماغہ ثبات یا معنی نجات غیر ہوگی اور سبب ہی نام دینا کہ انکا خالق سے اوہلر مخلوق جیسا ہی ہیں
 موجود ہر کہ زاید از ضرورت فراہم ہو جائیبت اور فراہم شدہ معرض تلف میں آتے کیا ظاہر اور کیا
 باطن میں نہ فرحت و خوشی کا دخل ہوا ورنہ نہ اسکا ترک کرنا ترک دینا ہے اور جب تک آدمی

اللہ تعالیٰ کے داد و بخش پر اپنی اس قدر تمکین نہ کرے گا کہ میرا محبوب میرا معین و مددگار پر حال خبر کرے اس
 تب تک اسی الطمینان نہ ہوگی الطمینان جب ہوئی تب فکر و پروانہ ہوئی جب فکر و پروانہ ہے تو استغنا ہوئی
 اور استغنی حاصل ہوئی وہ استغنی کو نہ محتاجی باقی رہتی ہے اور نہ محتاج اب نہ طلب ہوگی اور نہ خواہش جو
 رد و رویا استعمال میں لایا نہ آیا پر دہنیں نہ پر حال خوش و دہر دم رضا مند رہنا کمالت اندوہی و ہر
 تضرع تبدیل نہ ہو اسکا نام تارک دنیا ہدایت جنی نامی ابواب نیاداری یا ہوا و رو بہ قابض و متصرف
 ہوئی کہ حالتیں جب صراحت بالادسی اگر ادنیٰ یوں ترک کیا تو ترک دنیا ایسی شخص کا کہ کجا
 یا اس شخص کا کہ جو کچھ یا بہ لفظ میں پوچھی ہے ترک نہا ہوا و سکا ترک کرنا مسلم ایک کا کیونکہ مقدر کے
 نسبت لفظ ترک کا استعمال ہوگا بہ نسبت غیر مقدر کو کہ مقدرت سے تو خود اسکو ترک کیا ہی مقولہ
 حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ تواضع ز گردن فرزان کو ست ہوگا اگر تواضع کند غوی و
 نقل ہے کہ ایک بزرگ جب کسی بزرگ سی پوچھی کہ اب فکر میری قوت و محاش قبل وقت یا بعد
 یا وقت موجود رکھ کر تے ہو وہ جواب دے دی تب مکرر دے کر یہاں دسی پوچھی تو جواب دے کہ قبل
 و بعد وقت تلاش و فکر ہے سو وہ کہ بنور میری کا وقت ہی نہ آیا یا بعد وقت کہ میں تھا گذر گیا یہ
 و اخل حرم و طبع و طلب دنیا اور موجود جو کچھ حاضر و سیر افتخار و رت طلب فکر نہیں اگر کہو تو
 فصل اہوین تلاش خدا میں خا کسای مصرف ہونا

فانیما تو لوفتم وجہ اللہ موجود ہے تو پھر خواہے کہ جو کچھ خدا کو دیکھا وہ کافر جو کچھ خدا کو دیکھا
 ہوں وہ کافر کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے حاضرو و ناظر و موجود و محض اقرب تر مابا اب کو ہی اس محنت کو
 سمجھائی کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی کس صرح یا حجب چنان ہو جاحیال و قیاس و گمان مخلوق کا کہ خالق ضرور
 ہے لیکن کون اسکا علم نہیں پس یہاں جس نے اپنے مالک کو نہ جانا اور نہ پہچانا اس نے
 کچھ نہ جانا اور نہ پہچانا ابنا ہر کوئی اسکا علم نہیں اللہ تعالیٰ اپنی غیر بندہ کے نزدیک

ہوئی دینا ہی اور بندہ نہ دیکھا آسمان عرش فرشتہ کی برائے کہ وہ نہ دیکھا ہے کہ جو خدایہ
اسکان بندہ پارسو کھلیا علمنا سحریت میں کیا فرم رہا اور جو جہاں دیکھا ہے نہ دیکھا ہے کہ
ہیں تبا کا نہیں تھا انکھ میں کبھی اسی حیرت میں انا کہ یہ غیر ممکن کیا ہوگا سمجھو اس کو دیکھو
کو سمجھنا کیا ہوتا انکھ غیر اعضا میں اور جہاں اعضا میں جسم ہو اور کب ہو اگر جہاں اعضا میں جسم ہو
اور جسم پر اور بقدر واقعی دیکھی اور اعضا میں جسم ہوا اور ذات انہ محدود اور ذات اور نفس
پاک ہذا ذات کو جسم نہیں اور جہاں جسم نہ ہو اعضا نہیں جس کی جگہ میں انہ کو جسم ہی دیکھا وہ کافر
یا دیکھا یا سوئے کافر ہوا اور جسم وہ جس کو کہاں چوڑاں دکان ہوا اور ذات انہ جسم کی اور پھر جان
کاشی محیط میں شوائب اندر جگہ صفات ہیں وہ انکھ جو صرف صفات دیکھتی ہے جب ذات میں صفات
کو دیکھی کے تبا دسی پھر جان مجبور ہوگی اور سوقت ذات کو صفات میں اور صفات کو ذات میں یا ایسا
جیسا کہ کسی کہا ہے خود نوشتم خود بدیدم خود نہ بوم درو تو بہر نوشتی نہ نوشتم نہ نوشتی نہ نوشت
اور پھر بشل سویت کام کی جب یہ خود اپنی ترین منتخب در شخص کر لگا شہر اپنی کہی تلاش نہ کے چوک
یہ ہوئی عز برسون رہی خرب تلاش خدا میں ہم تہرب پوئی و کال تلاش اپنی کر گاتیا یہ
دیکھا لگا کہ رباعی عابدین ہم صفات میں معبودات میں تو کیا شک ہے بعد مرگ ہماری خاتین
اپنی جو لب لبوی مرہ زندہ ل عز اعجازی لبوین کر امتی باتین تہ ہم ہی ہو جہاں لیا لیکن
یہاں کوئی خود نہ مانیں ثمانہ بلا دکانہ کا پتہ کیا کیوں میں جو معلوم اجنگ بھی میرا نہ تھیں تو
سچ تو یہ ہے کہ کوئی نہ ہو نہ دیکھا اور یا ایسا کہ جب اپنی تلاش پر رجوع لایا کہ وجود یا ایسا کہ جسکے
انہا بہت ہیں اگر من عرف مدیحا بگا تو امارہ لو اہ دیکھی کا پھر جان نفس نہ ہوگی جو جس فعل
میں اور کو نظر ایسا اسی قسم کے نام سے موسوم کرنا چاہا جائیگا نفس کو پہلی دیکھا اور نہ
اب جو دیکھ پھر جان جائیگا غرض جب تک ہادی غلبہ دیا باطنی نہ لگا کر سمجھا یا ایسا کہ اس کے والد کو

نما کہین نہ لایکا کچھ بھی سمجھ میں نہ آئیگا جب مرشد بتایا کہ تیرا حال باطنی پاک اور بہ نام تیرا ہوسم
 اسکی نشانہ ہے کہ تیرا دل بند کیا قطرہ ملا ہے کہ کاسہ تو دریا قطرہ بنایا ہے جہاںست جملہ قطرات کی طرح
 فرار ہوا ہے سب سے تیرا لہا کو اسکا پاس چلا اور یہ تو نہ ہو کہ اونی آئین اعلیٰ و افعال جانی اور دہریر کہ حقیر دم نہ
 مثل سب سے شہرت کرے گی اگر وہ حضرت علیؑ کی مانند ہو جائے سلطان العارفین راستہ جانی سے سب سے کھٹ کر
 کھڑا ہوگا حضرت ابو خرازمیؑ راستہ جانی کا دھرید جو چہرہ ہر شہر ہوئے تو حضرت فرمائی کہ کتہ ایک
 سہال آئے کہ کیا آئین باغراز جانیو را نہ دیا ہر دیر با وہ شہر ہوئی کہ آدمی اشد فی الخلق اور حضرت
 سنان العارفین کتہ آئین کی کیا مجال حیرت وال کرے حضرت فرمائی کہ کتہ مجسج ال
 کیا کہ بعالم ارواح حکم کن سجدہ اربعین پس دایم یں کی روح نہ دے کہ لہا کا لہا گیا تھا کہ جسکے
 سبب اشراف الخلق بر سلطان العارفین کوئی مست گھر فراری دی اور سیری وح کوئی خطا ہوئی جسکے
 سبب مجسج العین کا چا پینا کر حیان روانہ کیا گیا تھا لہذا میں اسی بقویر راستہ جانی کا دیا ہوا
 آدمی کو لازم ہے کہ عین فراموش اور سمجھ کر گناہ سے یہ قطرہ جو دنیائی آئینا مونکے مقابلہ میں
 آئینہ دیکھنے نتائج کو سب سے دیکھو قطرات بارش کہ نر دل ہوا کوئی کیسے فضیلت اور زندگی ہوتی
 یہ فیض مان عالم میں آیا ہے اور کی لیاقت دیکھو کہ یہ ہر گونی ہوئی خاک آئین خاک کو آئین بر روی
 تر جانتے ہیں بلکہ جو اونی فیض پاتے ہیں اور برنگون آتے ہیں۔ ذرا سو یہ کیسے کہنا ہوتا
 آدمی اپنے قطرہ سے اور کس قدر دعویٰ بر لندی اپنے مسر و کوائف سے کہ مگر اور خود کو بہتر
 جانتا ہے جو محبوبا ایک کے بزرگی کیا تو ہر کی تحقیر اور اس تلمہ کو تلمہ خالی کہتے ہیں اصل
 خاک ہر دیر پانی ہی اصل کو انی سے کمتر اور پانی تین آج تباہی یار و بزرگی خاک دیکھو قطرہ
 بارش خالی نہیں گھر بزرگی خاک کس درجہ کرتے ہیں کہ ہر گون آسمانیں ہوتی خاک آتے
 ہیں اور آتے ہی خاک نشینی اختیار کرتے ہیں اور یہ تلمہ بوقت غارت جمیل حکم خدا بر عہدہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

و عو کا بیان سنکر لکھا کہ اس تکرار سے تم دست بردار ہو صلح کرو و نہ مجھے توڑہ پسد یا ہی تم سب متفق
 ہونے میں چون کہ یکو کہ کوئی سب فرق ہو کوئی زینت ہو کوئی نکلے کا مار کی ناک کا مار کوئی خلی دست
 نما کہین ہر زابے پرواز شکر کہین چیا کی گلی دینے میں پہلی حلقہ کش کہین پنی پشنگریہ ہونے میں تھا
 انکی افضل کو دیکھو قابلین ان میں چون کہ وقت توڑہ جو میا جوڑ کو فضیلت اور بزرگی سے کیا نسبت اور
 کو زینت میں کیا صلح کل کو نسبت رائے نہ ہوئی تہیہ چن پنے ایک یو کو توڑہ ہمار کو بلکہ کار میں پانی میں
 اگر کہ لگ چوڑا ب سب چکل کے جدا جدا رکھا پوچھا کہ اب تم از سر نو اپنا دوسرا کیا کرنا چاہتے ہو تو بزرگروں کو
 سب متفق اٹھ ہو عوی کند ہے ہر زاب عوی کون کریے میں کیا ابھی تم سب دعوی کرتی تھیں کون کیا
 تم کو سب موجود ہو تو جوابی ہمار میں لہذا اشکال کے جو معیار ترین مخالفین نہیں انکو یہ دعوی تھا اور ہر کوئی
 ایک مدد کو دیال ہم رہنے تین انجیل لکھا ہم پانی کہ خالص میں اگر چہ وقت بھی ہم و اصل خالص تھے
 لیکن ان لیر توں نے جو ہر نامی کو کہ ظاہر عیان تھا ایسا مخفی دستور کر دیا کہ باوجود علم و یقین تکو کوئی ہتھکڑی
 نام سے موسوم کرنا تھا اور نہ ہم ماہی اصل خویش پہنچ سکتے تھے بلکہ انھیں ایسا اشکال پر خو غلط اصل فرما
 تھے اب آگاہ خاموش ہیں کہ کیوں اور ایسا اشکال پر نازان اور ایسا افضل و وسیع کتر جانتے تھے انی لایع
 یہ نزع اور مخیرین کے تھے کہ تم ہی ایک بد نصیہ نکا کیا تب ہم اپنی اصل کو جان پہچان لیا کہ یہ میں سوچا
 وہ ہی سوچیں ان دو سر انھیں وہی جھگڑا پاک ملا و اسما و اشکا لکے مخیر تو نکا زوال یہ ہر دو پر دہ اور پکے
 اس نصیہ کو روبرو پائیک پیش کیا اور محروم و ضلایا کہ میری فیصلہ ایسا اب فریاد و غیب فرشتے نے نہی اور
 اور میں کو توڑ و وحدت الوجود کو مہین کہہ نصیب کے گسی اسے اسما و اشکال کو جا کر اسما و کتب میں
 میں مثل روبرو اسما و اشکال مخیرین ٹوٹ و مٹا تھا ہتھکڑیا جو ہر نامی پہنچ کر خالص کو پایا ہوں اس میں کہیں
 یہ نفع اور ہائیاں فروعات میں اصول پایا ہوں اسما و اشکال میں ہکا سخن ان فریب محروم رہ سکتا
 و تو مد و حق کمزین پر آسمان و مہر و خدا کو اداسکی خدا کی گوریاں دہوئے مہجانی ہو گا کسی گوشہ میں

تلاش گھمیں کر رہا ہوں مکان ہوئے وہو پہاڑ پر دہو لہیں دریا منور جنگا گریں بزم میری جان ہوئے
 دکھائی دینا ہے وہ چاند منہ صلیح برہنہ فکرمین پڑا کہ ہوا و میان ہوئے وہ کر تلاش میں اکدم سرور
 تم اوکو دہوئے کو جتنا بزم رہا ہوئے وہو دہوئے تا پہر تا پہر جہلم چار سونہ باختر فاطمہ ہے تیرے روبرو
 کہو لکر اکھیں اگر دیکھیں گے تو حرفی پہنچے فی الفور و کھلو بکار و نہ یا لگا لکے کچھ نا قیاس خجور کھجور کھجور
 لکے ہی ہی نہ خیر ذات حق نہ کہہ دے نہیں پہنچتی رز نہ دے حق و اگر انگلی نام تو بیک بدی کہو نہ نیک
 سیک کہہ سہا ایک ہی دشمن پرانے تو ایک سورج جلوہ گر یا سو تو خانی الہی کی مثل سے جو نہ تا امید ہی بندھا گیا
 کہو نہ لکے ہی کلام آئین تیری بخش کے سدا لائق تیرے دلی و شرح کی گاہی میں بند تا تیرے ہو کوئی شے
 کہ تعلق خالی آغا کسارت نامہ جو بڑا دھیرا پروت پر دھری طبع کے مت پرورد دربد خانہ کائنات کو
 غیر کے درنگو کا سوال ہو گیا اپنے حق سے دلی ارز و دعا عرض یہ سب عین یقین کے کلام
 وحدت کہنے میں اور ہو اوکی صفات ہی اسطرح اقرار کہ صفات میں ہی تو اب کثرت وہ تو انکار کثرت
 و اقرار وحدت کو کہ ہماری انت میں ہی ہے تو یہی کہ خالق مخلوق بند و مسبوب جب تک و نہ ہون سنی دین ایمان
 دنیا عالم اسباب و مرمت بدست کل کلام اورہ غیر کہ نہیں ہو جو اب ہم تک اسکے قابل نہیں الا یہ کہ ہم
 خود خیر کہ انداز ایک کلام ایک کہی ہو کلام ایک بار بہت سپہا بار ایک سورت بہت سورہ ایک کونج آیت
 بہت آیت ایک لفظ بہت ایک حرف بہت حرف ہی کلام تک بہت کلام کو کہ این موجود کثرت ایک کہنا اور
 جیسا کہ ایک ہونہ شہد ہونا پس اس میں فرق آتا کہ ایک اصول کے یہ سب فرق میں ناظران امور حیدر آ
 میں صفات و کچھ تو جوہ صفات خاصات کے تعلق کو کہ در خود و رعایت کو کہتی ہیں اوکی فطرت اصل رہا
 نہیں تو وہ اب بہت نہ دیکھیں گے تو ایک کہنا ہو دیکھیں گے پس ہمارہ طریق بدید کہ حاکم ایک حکم ایک اور ہمارا
 وہ کہ حکم حاکم میں سب پر حکم صفت حاکم او ہی ایک کی بد تو اور لت میں میان تم صفت کو ذاتی جد و کثرت
 ہذا بد غلط فہمی اور نظر غیر گر گئی ہے ہمارا ان تمام ایک کے قابل نہیں اور ہوا ایک کے قابل ہیں

پہلے دوست سچہ میں آتی ہے جب دست بدست مرشد ہوتا ہی اور عین یقین دست بدست مرشد
 یوں تصدیق ہوگی کہ کوئی غیر حکم مقتدر حشر نصین غیر از خدا کے سینے قدرت جو ہاتھ اڑھائے
 مقدور کیا کسی کا وہی دیکھو دلائل اور لب بہ بند چشم ہند گوش ہند کہ مرشد نے دیکھا یا نہ تصدیق
 ہوا کہ بغیر انکھ کان ہانکے دیکھنا سنبھالنا ہے اور غیب ہانسی سنبھال گوش گوش کے ساتھ
 سینے میں جو یقین نہ ہوا امر ار نہیں جانتے والہ کو کمر نہیں

فصل نویں سپرد مرید کا داد شد

دنیا مقام داد شد کا ہے خیر دے خیرے شکر و خیرے لیس عدا با ابواب دین دین میں نہیں
 سنا کہ مرشد باندہ میں ہاتھ یعنی دولت دیتے ہیں میں ہی ارادی جھول دولت میں تابد دولت مرشد
 ایسا ارشاد پاکہ بند جہند رکھنا ہی ملک سمجھنا اور سنا اور کہتا ہوں وہ سب دی تب دولت مٹی ہے جسی اہل
 دولت سمجھنے میں احسن زمانہ کی گئی صبر ہے جب آدمی اسے قابض ہو خزانہ ہاتھ اہل دنیا اپنے منہ میں کہتے ہیں لیکن کیا
 اور کیا کوئی سچ نہیں بر دست کھول کھول پر ہر کرنا لیا ہے کہ طاقت مقابلہ نہیں جاتا چارہ مرید کیا جاتا ہے وہ داخل
 صبر میں ہر دیکھا چاہیگا کہ آدمی جسے آسانی مقابلہ کرنا مقتدر ہوا اسکے قول فعل پر صبر کرے دیکھے کہ داخل ہوگا
 کون ہے اور میں ہند و کلر بند اتباع اسقام لینے کہاں اور کیسے جانتا ہے کہ ہاتھ اہل دنیا بھانچو کچھ رکھتا ہوں
 اور جو حال کرنا کہتا ہے وہ بھی اپنی ہر ناک نام ہے بھانچو ارکا لیا ہے جتا و توال ہے سب نہ غلط ہے
 یہ سب صفات اور خود بندہ ملک مالک ہے نہ نری تین نہ سر یہ کیا سچ بھر می خبر کو نہیں جانتے یہاں تک
 کہ غیر حکم اللہ زور و قدرت نہیں تو ان دعوت کے دعوے سی یا جھوٹ ہیں جبکا اوکو دیدنیانست دولت
 لینے کی اور نہ رکھنا۔ سنا کہ آخرت میں اعمال بندہ کو ابی اعضا دینگے اور انصاف ہوگا دریافت کیا دلیلی
 سب حقیقی بندہ مالک اعمال و فعال کی تصدیق کرے گا سمجھ میں لیا کہ یہ کیوں اسکی کیا قدرت بلکہ غیر قدرت ہے
 کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے بعد علم قدرت دریافت نہیں رہتی۔ مرید برآن تحریر شد

نامہ اعمال ہاتھ لگا کر ثواب ہوگی میں ان پر دو قافلی کے کوئی بات باقی ہوگی جسکے دریافت ہوگی اگر
 کسی نے یہ سچا کر نہیں کہ شیعہ میں کون ہیں اللہ عالم الغیب ہے اور بندہ انجان ہے اور بندہ جو
 اپنے ہاتھ لپیچے ہو شیخ اور عیسیٰ کی لکھی اور وہ بندی جو کب ہونسی مگر جو کب اللہ تعالیٰ بہ گواہی گواہان
 و سواہ و وارث کی دعوت لائے دعوت ہوئے ہوئے لے اور نہیں بھولے اور وہی ایمان مخلص سے دریا
 نگر ہوگا دینیر عین قبل کہ گوارا ان مکر کے شغفات سے سوا کے ایمان کی یادگی اور انصاف و انکسار
 ایمان لایا اور وہ بندہ ہے جو ایمان میں شیعہ اور کبیر کی پادشاہی اور وہ عیسائی و انکار سے خالی ہوگا
 اس سے اور عدوت کے ساتھ تھا واری اور شیعہ قبول کرے اور خود انکار ہی انصاف سے انکار ہی ہوئے
 و اعمال ملک ہو کر ادا کیے ہوئے ہیں آئین علیہ ذکر یہ مرد کہ بندہ کو اپنے ملک کے روبرو
 و اعتماد داریے انکار اور یہ کبیر کا دعوت تو ملک و مختار میری مرضی جو ہو اسی پر را کہ مرضی ہو
 اور یہ دلچسپ بہندی مکر و عیسائی مکر ہوئے اور ہر دم اپنے خطا دار کیے قبل ہوئی انکے لئے گواہی
 ضرورت نہ ہوگی اور وہ عقد و اسے جہان کی کہ انکے انصاف جیسم میں اور جسم جانمیں اور جان
 میں اور روح امر میں اور امر میں سب میں اور جسم کل شے محیط میں جذبہ باقی را کیا جو گواہی دیا گیا
 اور خوف اور نہیں کے لئے سزاوار ہے جو مایہ باطن میں کبیر کہتے ہوں بیان کبیر باطن خالی اور خروید
 میں سب ہو کر جاگی تو کیا اور کیا افرار کیا چون اور چہرہ جو حکم ہوگا اور ہر شے ظاہر کرے تب عام عیسائی
 جسکا اعمال قرار پائے اور سیکے مقابلہ میں بری اعمال رہی و نو فوٹے جائے تین فریق ایک گروہ
 جو کبیر کی کہ پلے بھاری ہوگا و کو تو جہان حکم ہوگا جا ونگی اور دو فریق بقیہ جسکے ہر دو
 ہر ایک کے کہ بدی زیادہ ہوگی اور فی شفاعت کو حضرت تشریف لائے گئے کہ شفاعت کہہ گا تو کب
 لے گا شفاعت فی شیعہ پیدائے با سب شافع صالحان ایمان و عودان اسوقت نہیں پاد لاکہ
 جیسے لوگ کہتے ہیں کہ ہر دو فریق ان کا شافع شافع کے حکم ہوگا تب حضرت شافع کرے گا

اسمیں بہت سے بے نال و غافل تھے جو فضلہ تعالیٰ وہ آج اس طرح منع ہوئی۔ یہ دعوے اور دعائیں مسلمانوں کو متروک اور
 ہونے لگیں۔ اپنے اعمال کی برکت اور ادعائے او کو فراموش کر دیا۔ پراہمیزان ہے کہ ہم اپنے اعمال کی تہ میں اور برکت
 پہنچتے ہیں تو وہ جزا بلا نال حاصل ہے اعمال کی بد سے کم ہونے کے بہر شفاعت کی ضرورت کیا ہوگی یہ درپردہ انکار
 شفاعت ہے۔ اور عام بات ہے کہ جو خطا کی ہو گا اور کسی شفاعت کی ہو کر اس میں کیا ہوگی (اب دیکھنا چاہیے
 کہ شفاعت کا موضع کب ہے) تو وہ جو اپنے تئیں بدہ اور خطا وار جانتے اور اپنے اعمال کے نتائج سے لاعلم
 اور وہ بوثیقہ رحمت للعالمین حضرت شاہ شافع سمجھتے ہیں کہ دنیا میں جسے نہ مای کی آخرت میں وہی شافع
 ہونے کی وجہ تسمیہ رحمت للعالمین جو حضرت کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ نہیں تو کیا دوسرے ہر کہ عالم دنیا میں
 ہدایت دیتا ہے اور عالم آخرت میں شفاعت وہ جو اپنے اعمال کو کئی مال کار پر غرور اور اس پر دعوے باطنی یہ کہ
 ہمارے اعمال ان کی جگہ پر خراج اور شفاعت کے وسیلہ و ذریعہ ہوں گے۔ اب رہے گنہ گاران کی شفاعت بلکہ
 خطا کار بننا چیکے اور ان کے اعمال کو وقت انصاف خود غفل شافع ہو گا۔ اور چھو اپنے اعمال کے نتائج پر
 لاعلمی ہے وہ ایسے خیالات سے دور رہو متاثر نہ ہونے کے لیے ہمارے اعمال کی جو ہم اچھے جانکر کئے ہیں لائق مقبول
 ہے یا نہیں اور حکم الانسان نہ کذب الخطا و نسیان پیش معبود خطا سے مقرر کیا کہ انکار گناہ بدتر اور گناہ
 قلوبا چاہئے تئیں اس سے محفوظ رہیں گے اور حکم کہ حضرت رحمت للعالمین مقرر فرماتے ہیں امید شفاعت
 میں سرور رہیں گے کیونکہ کسی لبا ط میں جو شفاعت دوسرا کوئی وسیلہ و ذریعہ نجات ہو گا۔
 یا راجح توبہ ہے کہ شفاعت گنہگار کی مجموعہ منفع ہے نہ صالحین اور پاکوں اور مومنوں کو نیکوں کے لئے پس
 بند ہے جو ان کا شفاعت پر حضرت کے ہے وہ بائین حالات اور کمزور اپنے اعمال کو لا یملم میں راضی ہو چکا کہ
 اور ایسا صبر و شکر عطا فرما کہ وہ اپنے انصاف و تقویٰ پہنچنے ہوں طامع و غریب اگر چاہا نہیں ہوتا جاوید
 ثبوت سے اگر بھی ان میں آئیں تو رخصت و خرابی ضابطہ کے سوا ہر شکر معبود و معبود شہد سے نہ ہو دولت عطا
 فرمائی کہ جس نے مجھے توفیق کر دیا اور مجھ کو کہ میں معبودی کا داری و ملک کے ساتھ میلاد و عیش تمام دن سے کہ

مخصوص بنکر لئے ہے اس طرح دنیا مخصوص آدمیوں کے لئے موضوع کیلکولی ماری سے مسافر سوار ریل اور کس کی سواریت
 پس سوار بلکہ منزل پہنچنا یا کشتی کوٹ یا سوار کو طرقت کر ساتھ ناسبت و طرقت کا پر اختیار سے جلد تر کشتی کے
 ساتھ پہنچنا ہے شکر میل پرست کہتے ہیں کہ وہ بے (حس و حرکت پرست) ہو کر اپنی جگہ سے تقدیر جہنم نہیں چلنا
 دیکھنا اور وہی دینی دوطرے تیز تر پہنچتے ہوئے لوگ بری الدین کا تہنہ ہیں اور سب جہنم کے دروہین تو یہ قدرت
 اور توانا نہیں یہ انجن کے کراتات ہے جو دلوں کو اس طرح چلا کر کوئی نادر و عجیب تھا تا وہاں ہے سب آبی اسکو
 ڈبہ وجود و مقابل کر کے دیکھنا تو معلوم ہو گا کہ اس وجود انسان میں لغت فیہ من الرودیکا انجن لگا ہوا اور وہ چلی
 پھر تار ہے اگر ان ہر دو کو انجن لگا ہوا ہے تو یہ ہر دو کیا محض ہیں جب آدمی اپنے گہرے بقصد سوار ریل میل
 نکلتا ہے تو پہلا مقام شیش بن تارے اور پانچار وقت وہاں قیام کرتا ہے وقت چہینہ پنکٹ تھا ہے تب ایک مکان میں
 مخصوص تارے بند کیا جاتا اور کسی دکانے مان پڑتا ہے یہ دوسرا مقام ہے جب وقت پہنچ گیا وہاں سے کلک ریل میں سوار ہوا
 اور اپنی منزل غلطی کرتا ہے۔

جب عالم ارواح سے عالم دنیا کی سیر کو یہ آیا پہلا مقام اسکا شیش بن شد بد میں جا اور وہاں حیات کا مکٹ
 ایک عالم اور مقام مخصوص قیام پذیر ہو جاتا ہے وہاں پہنچا عالم دنیا میں داخل ہو کر اپنی حیات کے سفر کو طے کر نہیں سکتا
 ڈبہ ریل میں بالفاظ قید و بند سب جو چاہا آیا اور سوار ہو کر کوئی نئے و فرام نہیں ملے ڈبہ وجود انسان میں ہی دنیا
 خیر و شر میں طبع زہد و تقویٰ انواع و اقسام کے سوار ہیں انکا ہر کئی نئے و فرام نہیں۔

دروہین انجن لگا ہوا وجود رہتا ہے اگر چہ شیش بن شد بد میں نہیں خبردار ہونی متغیر تارے اور ڈبہ وجود انسانی کے خبردار ہونا
 وجود انسان میں ہی لگا ہوا ہے بلکہ وہاں سے سوار اور اس طرح کے کراتات سکنت کا دروہین تارے اگر اس کی خبر تو جس حرکت
 وجود میں نہ ملے گا وہاں سے سوار اور اس طرح کے کراتات سکنت کا دروہین تارے اگر اس کی خبر تو جس حرکت
 میں ہی ایک کابیرا ہے تارے سوار و کیر و متغیر تارے سے سوار ہوئے ہیں جسکے خبردار ہونا ہے وجود کے
 شیش بن کا کوئی تارے نہیں دیکھنا تارے سوار و کیر و متغیر تارے سے سوار ہوئے ہیں جسکے خبردار ہونا ہے وجود کے

خوش معنی اپنے کیا کہ خود دے جانا۔ اپنی خود دیکھنا خودی کیا اور یہ کہ کیونکہ جاتی ہو پہلو سمجھنا کہ جسٹ
 اللہ ازہ حرکت نہیں کرتا تو اپنے تین فاعل ہرگز کا سمجھنا خودی خرید بن اسمیع بقدری جی بت صفائین اسکو
 بندہ کو شرع کوئی ملک نہیں پس آدمی چچہ اپنی طرف منسوب کرتا ہی خودی ہے اسی جہاں کہ رسول بنو حکم شد زرت
 نہیں کرتا یہ نظریا قبول کیا جاتا ہے تصدیقا اسکی تصدیق کرو جواب حضرت نے قل الروح من امر ربی فرمایا اور بغیر
 جسم یا حرکت نہیں تصدیق کرلو شہر کر کذبت رسد رطل مریخ کہ جہاں رسد رطل خلق نہ رہے کا بھی مسط
 سمجھ تو جسے اطلاق جہد جسم پر اور حکم رب روح پر کیا اس مخصوصی پاک داخل بخوش دند ہوا۔ تو لقا خودی تو
 ابواب خارج نہیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ کو خاص اپنے لکھ بنایا ہو اور بندہ جو اور جہد کرتا ہو نیز واسطہ نہ اند
 حتی کہ بدو راجع کو اذہ و خیر و حکام خدا و رسول بجا لانا جب سمجھا کہ یہ کام میں روز بخیرت یا بہت یا غرض
 علمان آخرت میں کیلئے کیا تو اب بولو کہ یہ کام خدا واسطے کیلئے یا اپنے واسطے جب یہ کام خود واسطے کیا
 تو یہ خودی غرض کہ جو کام خدا واسطے کر نیکی ہیں بندہ وہ واسطے کرتا ہی آدمی ایسی ہے میں جہاں کر کیا ہو
 اللہ بندہ کو خاص اپنے واسطے بنایا جاتا فرما اور بندہ خود میں اپنے لئے اپنا بنایا جانا ایسا قائم کرے پس اس
 نکلتا بخوش بندہ سانی بندہ کی غلط فہمی کہ جو حکام خدا و رسول ہیں اگر ہم برابر کر نیکی تو آخرت میں
 اسکے معاوضہ میں کی دینا منوہ آخرت اور مجازی میٹھے حقیقی کے ہی ہند یہ نہ مثال مجازی ہو حکام مجاز
 صبح شام پتہ تو العین کو آداب سلام کا حکم ہی اور وہ بجا لا تو فرمای کہ یہہ ذخیرہ صلہ انعام یا نیکام ہوا
 بین یوں مرضی مالک جہاد و مختار ہو جو چاہو۔ دوسرے حاکم نے خزانہ روپیہ محتاج اور غریبوں کو تقسیم
 اور حبیبہ کم تو ابین اسکو انجام دو کیا اسکے معاوضہ طلبی کا کوئی ذمیتہ حاصل ہوا تیسرے حاکم یہہ حکم
 کہ ظان جہاد مقام پر تو ابین حاضر ہوں اور وہ اسکی بجا اور میں مقصر نہ ہوں تو اسکا بدلہ طلب
 کوئی حق پیدا ہوا نہ اسہن حقیقی اللہ تعالیٰ نماز روزہ حج ذکاء کا حکم دیا ہے اور خزانہ تقدیر غنی
 بدولت ذخیرہ عطا کیا اور بندہ نے بوسیلہ اسکے وہ احکام بجا لایا تو اب بندوں کو یہہ دعویٰ لائق نہ

ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکے بلیغین بروز آخرت معاوضہ عطا کریگا سچ خیا لین یہ یہ خود ہی بلکہ اصل صحت
 ان ابواب میں انجو تین نکات داخل بخودش و نہ ہی یہ خود ہی تابکار کا خلا پہنچی ہی اختر فرض جبکہ دی
 غیر متقدر ہی چون احسب خواہ ظہور یا فرقت اندرونی حالت کو شاہد کرتی ہے اور یہ بلع خلاف حالت
 رنجیدہ کرتی ہے جو کہ اہل ہنر و حالت کو ظاہر نہ ہونید یا تو گمراہی ہو اس خود یکا از الہ کی گمراہی
 جواب یہ ہے مرثبات ہو چکا ہے کہ مقتدر نہیں اور عدم اقتدار یکہ حالتیں ایسے حالت کا نام ہو تو
 سمجھنا چاہی کہ یہ سب کسی غالب و زیریست کا کام ہے بلکہ لازم و بدیہندی ظاہر عمل پڑتی ہے تو دعا کرنا کہ ہو
 اسکا رضی کرنا میرا اقتدار اسخارج سے تو اسکو رضی کر دی تا میں بدیہندی اور بدنامی چھو اور یہ اصل بخود ہی
 پڑیج کوئی بدایت ہادی پر عمل ہوگا اور سپر یہ مشورہ ہوگا کیونکہ حالت اندرونی کا خواص معصومیت کا
 ہے نیک بد کا اور کچھ لحاظ نہیں لیکن جب معصوم تعلیم دیا جائے تاہو تو انجو عادات کی خلاف عادی ہو جائے
 پس عمل ہادی پر تعلیم کیجا رہی تو عرصہ چند روز میں یہہ ہی عادی ہوگا تو فرحت آنی پادوگی اور پڑیج
 بجائے ملون انتقال ہو جائیگا اور یاد رہے کہ جب عمل پس و تجربہ ہوتا ہی او میں تغیر نہیں آتا
 حسب خواہ ہو یا خلاف ہر دو کا نام و بعضی مالک یقیناً سمجھا گیا ہے جو کوئی اس انجو تین علاج رکھنا چاہی
 مرضی پر شاہد ہو جائے اللہ تعالیٰ بندہ کو حاصل پنے لئے پیدا کیا ہی مجازی نیست کہ بندگان خاص دم و رہبر
 سرکار ہو سوا اس عام کے نزدیک یہہ کم مائد معزز ہوتے ہیں اور انکا تقریب و کما باعث تبرک
 ہوتا ایک موضع کے حدود کے اندر آبادی اور باغات نظر سے گذری و نسبتاً پر آبادی کو نام موضع ہے
 اور باغ کو نام باغ شاہی ہے کہ یہہ خصوصیت دریافت کیا کہ اگر موضع و باغ شاہ کے ہیں تو ایک
 رہبر شاہ کیون ہو اور دوسرے کیون نہیں تو خبردار جواب دی کہ ملک شاہ و قسہم یہہ ہی ایک عام
 دم معزز خاص ہیں جو بصر خاص ہے بنا بر شاہ ملقب و ریک عام میں تمام ملک بلکہ ملان
 نامیج نامہ شاہ کیونکہ ملان نام باغ شاہی باغ سقوالی بنا کر رہبر و مالک کہ کا رخصت اور کماست

لیجاتی ہیں صلہ انجام پاتے ہیں میرے حقوق کہاں سے پیدا ہو جاتی ہیں جو بقصر ہونے زیادہ پائین جو اب خود
 مالک ہے جو بندہ ملک مالک میں امانت و دیانت کو کامیاب ترین تب بخاطر مالکان بہت خصوصیت پیدا ہوتی ہے
 دوسرے تو ابعین جو بنیاد میں نشوونما آتی اپنے لذت سے دست بردار ہو ملک مالک کو اپنے تین محروم رکھتا ہے
 اور فرض منصبی بلکہ روح اپنا جانتی ہیں یہ لوہا بابت باعث خوشنودی آقا ہیں اور بندہ بننے کے خاص شمار کی جاتی ہیں
 لہذا میں ہی اپنی تین ایسا ہی بندہ بنائی چاہا اور جو خود کی کشتی بنائی کہ جو ان کا تکیہ تشریف کی عتبات بھیگی تھا ہوا
 جس سے تیرے نزدیک پائتا موجود نہیں اپنی دعویٰ کو اور سپر اوٹھا مالک کے روبرو ہند گزشتہ داخل بخوش روزنہ مور ہی
 فنرل بخوش نہ ہوا ہوں اور لا اعمال بنیہ پر قائم کہیں غفور رحیم سے عفو قصیدہ اور کہیں جبار تہار کا خیال کہیں شفا
 پر امید و کہیں اعمال نیک پر ناز ان کہیں بدی ترسان گاہ ہر دو کجا کہ حجت ملتی ہے کہ نہیں ذات لاپرواہ
 ادنیٰ ترین بندہ پر توجہ کرے نہ مکر سے مرضی مولیٰ سے لایعلم لا تقسط فی الموش کر ہوش حواس غبار بلیکے ملے
 دوسرے ڈر ہادی و فضل کو ندامتیکو ہو لیجاتی ہیں اور سپر خیر شہرہ من اللہ تعالیٰ ہی فرماتے ہیں چلے ابڑا کا حاشا
 و سب لہذا سب جہل مرضی مجبور پر ضیا اور باقی کو خطرات جان اور سمجھ کر یہ سمجھا کہ نیت میں غلطوچہ میں
 پہلے انہی تین دور کیا شہر اگر بخشی زہی قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا ہر تسلیم کا خم ہے مزاج یار میں آئی
 یار بخشش کہہ کار منظور نہ ہوتی شفیع نہ ہوتا جب شفیع پیدا ہوا تو توقع بخشی جانیکا ہو بدو بال بال پر گنہگار
 بخیر فرمادی جو ساتھ لیا دینگے اور لیری و جرت بخیر ہو یا شرمندہ بڑا دینگے نا امید کی کفر سمجھنا ہوش اوگی اگر
 عتاب ڈرے تو مرضی کے تقابل کیا نفع اوٹھا دینگے سبط بخوش روزنہ میں داخل ہو جاوے گی سوال پر
 اسکے حمت آئی بڑی تلاش میں تا یہ طلب ساسی پا کہ سایل اپنی خواہش پر سوال کرتا ہو اور اگر خود اس کا
 موافق نہ ہو تو خلاف ہوا اور اسے مخالفت پیدا کی میں سمجھا کہ یہ مولیٰ اپنی مرضی کے موافق جو کہ منظور تھا
 اور وثیقہ تقدیر ساتھ کر دیا اور اس سے مجھ آگاہ نہ کیا اس حالت لاعلمی پر اپنے اظہار خوش ہو ڈر تا ہوا
 کہ خلاف مرضی نہ ہوا ہذا کل امور مرضی پر چھوڑ دیوں داخل بخوش روزنہ ہوں اور فنرل بخوش رہند رہا

تقصید کیا ہوں ہادی بخیر و عافیت پہونچاؤں ۔

فصل چوتھی بخویش رسند و بخویش نیامین کے بیان میں

بخویش رسند بہان خویش یعنی قرابت دار اور قرب سے قرابت دار آیا اور قرب کے معنی نزدیک اور نزدیک ہونے کا معنی و اقرب معبود لہذا حکم ہادی یہہ اپنے قرب کو پہونچاؤں آدمی اپنے کو پہونچاؤں تب جو نزدیک ہوگا اور پہونچاؤں کہ میری نزدیک کیا ہے جب اس دید پر چشم واد ہوگی تب عبد و رب کی بوجہ نظر و سکی رسا ہوگی کہ حکم اٹھ کر ہر حرکت نہیں کرتا جو یہاں تک پہونچاؤں بخویش رسند کے منزل پر آیا اور جب تک منزل بخویش رسند سے نہ ہوگی منزل بخویش رسند نہ ملے گی اور جب یہاں آیا تمام عبادت سے مکمل مقام وصل پہونچاؤں دعاے بزرگان بخویش نیامین کہ یہ مقام فراق ہے دوسرے اپنے میں انا خود تکتے اور یہ خواص ملیں لہذا حکم ہے کہ اپنے میں نہ آنا تیسری اپنے میں انا خودی اور خودی میں خدا نہیں ملتا لہذا منع فرمایا ہے آدمی جب تک ہدایت ہادی کو تبصرہ و توضیح نہ سمجھتا خط نہ پائیگا اور نہ مکرور مدعا ہی ہادی ظہور لائیگا سچ تو یہ ہے کہ امانت کو اپنے جانتا اور سمجھتا اور کہنا خیانت امانت کا قبل مطالبہ اسکے تفویض میں رہا بارگران سے سبکدوشی حاصل کرتا ہے جسکے نزدیک بساط میں کچھ نہ ہوگا بارگیر ایسے سبکدوش ہونگا جب آدمی اپنے میں اس فریق کا شریک کرے گا کل شے مال و جہت قائم ہوگا جب اس طرح حساب صاف ہوگا غائب سے پاک ہوگا اعتراض موجود ہونا فنا کہنا امانتین کہنا مسترد کر دین کہہ دینا بہت آسان ہے جب فنا ہوئی موجود کیسے رہے امانتین دیدی گین تو پہر موجود کیوں رہیں یہہ ناوریات ہے کہ سکوار نا اور قدرت قدیر کی بتا نا علی خدا بہین قبیل اور باتین بتا نا اسکو کوئی رسا سلیم قلم نہ کر سکی ۔ جواب فنا کو کہتے ہیں تصویر اسکی بخویش رسند میں موجود ہے اگر اسپر ہی سمجھ نہ تو سمجھ لیجئے کہ اشد فاضل و ناصر و موجد ہے ظاہر و باطن ہے اول و آخر ہے جو آتش غرض کن این آنا سمجھنا باقی رہا اگر اس سے آکار نہیں تو یہ صفت ہی اور وہ ذات میں سلب ہے

اور ہے اور اس طرح یہ پہلہ آدم اسکے بھی حس و حرکت کا باعث کوئی اور ہے۔

فصل پانچویں تیسرے دوست و دشمن

اب دوست و دشمن کو تمیز کرنا چاہیے تیسرے تمیز کے ساتھ دشمن دشمن کو تنجیب کیا بنو دوست وہی جو ہمدرد ہو اور
خوشنودی ہو اور دشمن وہ جو ظاہر مخالف ہو اول درجہ دوست والدین اولاد برادران و غیرہ ہیں اور تمام جو وہ یہ ہر
والدین بچوں کی خوشنودی کی ہمیشہ مانع و مزاحم اور ہمیشہ انہی اپنی خوشنودی کو کام عمل میں آنا چاہتی ہیں اور وہ اولاد
خوشنودی کو خلاف ہمتی میں حتیٰ کہ نوبت تا بجز وز و د ضرب پہونچتی ہی تو اب خوشنودی کو ساتھ دیتی ہوتی ہی پہونچتی
ناخلف بظاہر والدین اور نیرنگوں کی مخالف فرمان ہوتی ہیں اور پس ن بخیٹ شریف کو خیال آلا کہ الدین ضعیف چاروں
جہاں ہم محتاج بدست ہمارے تاحہ و درو کو محتاج اور ہم مالک مختار یہ مخالفت درپردہ دوستوں میں اسی ہونا دربار
جو خود یہ ایام قدرندی ایسی ہی اور جب یہ خود مدراج پدروی پر پہونچتی ہیں اولاد ہی وہی سلوک کرتی ہیں
اور ان کے ساتھ ہونی برخود پسندی برویگان پسند کو کام نہیں فرماتے دیکھو بجا مہم بازیہ کیسی بات ہے
اور کتنی بڑی خطاب بجا مہم تحقیقی ہی دیکھنا چاہیے کہ جو حقیقتی نے بظاہر نامت گوناگون بندہ کو پسند
پسند شیں کیا اور اس کے ارتقاء کیلئے اپنی نشانیاں جو امانت دیا ہوا دیکھو ان پر ملک ہونا کہنتا یہی ہی بظاہر
تو یہ خلاف باطنی بیان کیا ہوا ذرا قریب باطنی خلاف ظاہر ملاحظہ فرما کہ اعضا جسمی کے آخرت میں ایک نورانی
نور گواہ بنی یہاں جملہ لیا قین ختم شعرا لیلیٰ کیا مدح و تجکود و گاران دنیاوی۔ امید یاروی انہی کے ہمارا کہنا وہاں
یہ دوست و دوست بری دشمن یہہ دولت ہو جسکو ہر بشر اپنی بری وقت کام انیکے توقع سے از حد دوست
کہنتا ہی اور اس مرغوب یہاں کی دہ قحاک جنہی اسی دیکھنا صرف اور سلوک و اچانکے فکر کیا بلکہ ازندہ دوست کو جان
اور اٹلک عدم کارنتہ بنا دیکھو اپنی قرض تصرف میں انیکے فکر کیا وہ راہ کیا بہاری اولاد یقین کی دوستی پیدا
کہ جسکے بدولت توقع اسایش بقیتا تصور کرتے ہو وہ ہی دشمن قاطع حیل مانع یہ نظر آئے جن کی اسایش کیلئے
یہ بہ کچہ کیا جاتا ہی جس جانکی بربادی کی باعث ہی کہ جسکے حاصل کر نہیں جان کا دنیا لینا اہل اہل شہو با

کہ زرارہ دوست بیارزردار و دشمن بے شمار اور اس دوست کے دشمنی سے سب انجان یوں دوستی میں
 دشمنی نظر نہیں آتی ہے (سوال) کیونکہ کیا سب دل خلق اللہ میں یہ عداوت آئی (جواب) یہہ ملک اللہ
 غنی کی ہوا مائتا اسکو ملی براہ غضب قبضہ کر لینی ملک بتاتا ہو یہہ بغض شدہ لو نہیں جایا ہوا و آدم آپس
 یہاں یہہ ملک خود ذریعہ غضب کے تصرف کرتا ہو اور یہہ بغض اور عداوت ہو دیکھو جب لوگ کیلنات البال
 دیکھتے باطن دشمنی و بظاہر نہایت دوستی تھا بڑی تعظیم اور توقیر سے پیش آتے ہیں دو تہمتیں بظاہر شتمی
 میری ناہمی سمجھو مانا دانی آدمی بد حال اپنے سے کم درجہ والہ کو اپنا دوست نہ سمجھو پھینک دینا چاہتے
 باعث جانے اللہ تعالیٰ آدمی کو صرف ایک شرف عطا فرمایا ہے اسکی وجہ سے زمانہ کو اسکی اذیت رسانی
 منظور ہوئی ہے دیکھو درندہ اسکے بربادی کے درپے کد نڈائیں رسانی پرستہ کہان ملک انکی تفصیل
 بیان کی جائے چڑشی چھڑ ہو گی جو اور جہد میں تمام اذیت رسانی کو وجود کوئی وقت کا منتظر کوئی
 راستہ نہیں موقع جو یہہ سب آدمی کے مخالفت میں لگے ہوئی ہیں کیا کہن دنیا ابلیس من طبع کیسے لڑے
 ساتھ خیر خواہی میں مصروف ہیں اور باطن انکی عداوت اور دشمنی اللہ اکبر کہنے کے فرختہ جلال باب سوا کہیں
 اگر انکو دشمنی نہ تھی تو دنیا میں آدمی کے پیدا ہونے کی پہلے جب کسی نسل کا ادکاب ہو تو قریب میں نہ آتا تھا
 شکایت کرتا کیا تھا یہہ غیر وہ قراتہ درجہ میں اعضا جو آخرت میں نہ لائے گئے گواہی دینی کو موجود
 اور کہہ سہم اعتماد دوستی کا ہونا نقل ہے کہ ایک میر غریب کو خزانہ صندوق میں بند کر دیا کہ تو متبغ
 مگر یاد رکھ کہ اس میں مفرقین بھی بہت ہیں تو بپتے تین اوس سو سچا اور اوس خزانہ کی عمر و خزانہ
 معہ کبھی ایسا خزانہ واجب مرضی خود اسکو دیکر کام اپنی مرضی کے مطابق لینا غرض کہ یہہ طبع ہو
 خزانہ دار اور جملہ کام تو مرضی اسکی انصرام پاسے اور نفع و ضرر حاصل کنندہ کو ہوئی تو اب مختاری
 و جبر کے صراحت کرنا ضرور نہیں حالت موجودہ سے ظاہر و بظاہر اس کے آدمی اپنی تین دیکھو کہ
 حقیقی نے اپنے خزانہ قدیر سے قدرت و بصارت و نہایت وغیرہ عطا فرمایا اور قل الروح من امری

کا خزانہ دار اوسکے ساتھ لے گیا کہ وہ جگہ جگہات و سکناات پر پہلے دسکا محتاج بلکہ دار و مدار اسی پر
 اور انکا حصہ دار اوس وقت تک قائم کہ جب تک وہ ریاست و جود پر حکمران ہو جب تک کہ ریاست کی
 توبہ و تقصد رہے خبر کار ہا اور نہ محتاج شہر کا اور از ادنی تا اعلیٰ اسکے قابل کہ روح و جود دین نہ جوہر
 کسی بد شر ہو یا بدین دید و دانش جنسی او کو اپنی دوست جانا اور سمجھا او سننے کچھ نہ جانا اور نہ کچھ
 سمجھا بلکہ وہ دید و دانش کہ جو اپنی دوست ان کو جانا اور اپنی تین آفت نیک دیا جسو باعتقاد و
 یقین و تصدیق قلب جسکی بہن اوس کے حوالہ و تفویض کر اپنے تین اون سے بری اند
 کر یا وہ دانا سنا یا نہ سنا یا حکام جانا انشاء اور حکم افسد کو پہچانا اور جو نہ سمجھا غلطی کیا اپنے
 تین لازم بنایا امانت کا اقرار کیوں برا ہوا اور کیوں اس پر متعجب کہ جب نہ لی دنیا تو کہا نکاح اقر
 انکار مالک مختار اپنے ملک میں اپنا مال جہاں چاہے رکھے شاہان محاذی کے خزانہ ملک
 متحد و جا جہاں وجود شاہ نہیں رہتے اور توابعین موجود اور انکا قبضہ رہتا ہے لیکن
 اون قابضوں کو کوئی نہ حق ملک پیدا اور نہ کوئی مالک شمار کرنا پس اگر آدمی سمجھنا چاہے
 سمجھ لے سکتا ہے کہ جب کتے محیط سوس کوئی شے خارج نہیں تو ملک مالک ہو باہر نہیں کیا ایسی ہی دنیا میں
 سمجھ دار کہانی ہیں کہ حاطین میں جو ملک شہاد قبضہ خزانہ پر کہتے ہیں او نہیں کو مالک گنتوں میں علیٰ ہذا حقیقی
 کو ملک میں خود اپنی تین کہہ کر موجود اکانچو تین مالک گنتوں میں سپہ تو سید رکھیں تین ملک لک بجا جو قبضہ
 ہاتھ ہو وہ کاشی ملک لک ہو اور اس سمجھ کو ہم غلط نہیں جانتے لہذا برابر اقرار کرتے رہیں بلکہ ایسا کہ بارہ تین تین
 عجیب یا رنگی اور جو عالم الہی ہے بری پر علم نہیں ایسی محمول بواجاد عوی کرنا معقول نہیں جانی سپہ انار
 کہ عالم الغیب او پڑا جیب یہ عوی کہ تو جانتا ہو ایسی پتھریہ راجا ست شاہ کو کاجو یہ مشن یہاں میں فرمانبر
 دی تہہ پرانے کا حکم دیا ویر تامل و مضمر کی پلٹا اسکا ممکن غصہ اسی حکم کے ساتھ وہ کاسہ دوسرے
 تیسرے و چوتھے وزیر و اکابر و اعزاء کے ہاتھ پر آیا مگر بتعین حکم شاہ کیے اوس کو دیا
 تخت بادشاہ اور ان سب کو خلعت و انعام دیا اور وہ کاسہ ایا د کو دیا کہ حکم دیا بغور

حکم ایاز کثور و تهریزانگری مگری کرد یا بگل رنگ شاہ برجم ہو حکم دیا کہ ایاز کو خود پائی کی کہ کیون یہ
حرکت کیا ایاز مار کہا نا اور کہت تھا کہ قصور وار ہوں خطا ہوئی یہ چند نزد ضرب پوچھا گیا مگر
بجز اپنی خطا داری کے دوسرے کلمہ زبان پر نہ لایا امتحان شاہ صادق ایاز خیرا شاہ فرمایا کہ
اسکا نام اتباع و فرمانبرداری اسکا کام کہ حکم شاہ کا ہے توڑا و قصور اپنی مددوں حکمی نہ کیا یہ تہی
خدا کو چاہئے کہ پیش معبود پیشین ہمیشہ گنہگار اور خطاوار بنا کر نہ رہے بارانست سہی کہ دشمنی عاوان کا
بوجہ ہر پرہیزا و ہمارے ضاجوی میں نیاسی آخرت کو چلے جائے یا ان انصاف جانی و فضل و کرم کا اسید و
تجبا ناخیر سے لایا خطا سے مقرر بنا اعلیٰ و افضل ہی پوچھا بندہ کس اسطے پیدا کیا گیا کوئی کہا
بندگی کو کوئی بولاد و دلو کہ کہنے کہا اللہ کے سچا گنہ گرش کہ ہر ایک صاحب انواع مختلف بیان ہوا
لہذا میں اکتبت یہ کہت ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ اپنا گواہ بنا کر دنیا میں و اند فرمایا اور میں عالم دنیا
پیشہ کو اس اختیار کیا ہوں و وظا ہر باطن شب و روز شہدان لا الہ کے فراموشی شہادت اپنے
معبود کے ادا کر رہا ہوں دنیا میں ایمان اور مذہب اسی پر قرار پایا ہے ظاہر مری گواہی یا قرار دے
گواہی زندگان میں پر گواہی لیکن باطنی گواہی دینے کا جب گواہ کوئی دہونڈنا یا اول سے پہلے گواہی
غور کیا کہ مجھ ضعیف سے مخالفت جماعت کو کی کیا عجب ہے کہ جو کہنی کہی کہ یہ سچا ہے و قرار دے
لائق اعتبار قرار دیا یا و یا بیان گواہ خود اقبال تسلیم ہی جائے اور میں لاجواب و درست و دور
مجبی لائق دینے کو ہی اس حال دلی حکایت بصیرت و حکار و بہر اجموری کہا کہ با اللہ تعالیٰ حلال
جائے واد ہے اب تو میرا گواہی سہا سیر یہ دو سر نہیں پس روز جزا اس کو اوجہ دیکھا
میرے اعمال کا دفتر تعلق دے رہتا ہے عوہہ گھری حق تعالیٰ یہ دوسرے گواہی ہے
قبلاہ وثیقہ ملک لک پر وہ یہاں ثروت ملک کیا اب حقیقت کا کو سہا سہا کہ وہ دیکھا
یہاں کی تصدیق کا کام ہے حاکم حکیم دم زندہ گواہ نیست حاکم کہ خود گواہ بودہ قلمیہ کل

سچ اور بجا ہے کہ جس فعل کے لیےچہ بریکہ خود ہی کو تصدیق نہیں اس کے گواہ حسب خواہ کیونکر مل سکتی
 ہیں پس فکر گواہ کیا خود جو جانتا ہے اسی ایک کی گواہی پس ہے اور جو کچھ دہنی کہا اپنی حق میں
 وہی کافی اور دہنی کا قرار تو ہم نہ دعویٰ کرتے ہیں اور نہ اقرار کے سوا انکار پر ہماری تصدیق نہیں
 نہ کھٹے نہ ٹھکانے گواہ کیونکہ درکار مالک جو بنایا مینی محال بندہ کہ حکم معبود میں کوئی تکرار لائے قاطعاً ان
 اعمال و افعال کے وجود کی کشتی کے ناخدا اعمال و افعال ہونگے اور میں اپنے وجود کی کشتی کو
 دریا کریمین توکل علی اللہ چھوڑا ہوں۔ ناخدا سے استعانت کی مجھ حاجت نہیں ہے یہ کشتی
 کا نقطہ اللہ کہان چاہے ہر غرض ہو لے ایمان باتیں بنالین و مان تو نہیں پر ہر کردیجائیگی اور ہر حکم
 دہو کا جواب یا کوئی تائید فرمایا کا حکم یہ ادا کرتا ہوں اور چنی پر لوتا ہوں کہ زبردست کے
 یہ کام ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ جو دریافت کیونکہ داد خواہ کی زبان بند کر دین یا وہ بولنے
 نہ لائے تا اور داد نہ ملے انصاف خاطر خواہ فرمایا تو اب تمہیں فرماؤ کہ ہم اپنے تین قبل
 قبل مجبور و محذور سمجھ کر کل بحوالہ اس کے نکرین تو کیا کرین مان ایسی مجبوری اپنے ہوتے
 قبول کر لینا شاید عقلندی کے خلاف ہوگی ہم نے باعث و دلی یہ کہتی ہیں کہ تو مالک معبود
 اور میں بندہ محتاج و مجبور اب جو چاہے ہو کرے ہو کو بحث نہیں بنیامین میں طریق میں اول تقلید و ہم
 سعم تصدیق اہل تقلید شش کی وقت معروضہ لاینگے کہ ہرگز کوں نے نتائج سچے ہونگے ہم اس سے
 لا بعلم صرف سیر و پابند ہیں نتائج ہرگز ان دیکھے اہل تقلید اپنے بنیاد کا یہ سیدہ کردائیکہ ان
 میں سیر اعمال کے نتائج کی گواہی کیلئے تصدیق ہرگز کوں نہ کیا پسند نہیں کرنا کیونکہ میں خود خطا
 ہوں حتی الامکان میرے پیرو میں سعی فرمائیگی نفسی ال تحقیق اپنے نجات میں اور تحقیق ہوں
 کے ذریعہ نیا و اپنی اہل تصدیق کہ اوکھے اعمال کو کج راہہ تعالیٰ کے دوسرے کوئی نہیں جانتا بلکہ
 سکوت پرستوں کے روز سدا سکوت نہ تو عالم الغیب جانتے داکہ دوسرے حرف

یہ فلا دینے نقل ہے کہ ایک شخص بنا کہ فلان اجزا شریک کر کوڑہ بنا یا جا تو ضرب اس کی خواہ
 کیسے ہی حقیقت جو جسم مفروضہ امن کر ایسا اور خون بیگا چنانچہ کوڑہ ایسا ہی بنا یا گیا تعلیم
 اور جب کسی جسم پر رگی دیکھا تحقیق کا درجہ جا دیکھے ضرب اپنے جسم پر لکھی گئی کتاب اور مکی لذت معلوم
 ہوئی درجہ تصدیق ہوا اس ضرب کے لایا دیکو الف کو وہ بنا نہیں لگتا اس سے وہ باطراف
 ہونا ہر مثال دوسرا دی راگ تماشی وغیرہ لایا دیکو الف کو وہ بنا نہیں لگتا اس سے وہ باطراف
 اگر کتا یہ حال تصدیق کا ہر ایک تصدیق اشدان لا الہ کی ہوئی پہلا وہ اپنی لذت کی حالت کو کہیں
 بنا سکتا تعلیم یہ کہ مسلمان کلمہ پڑھے ہی ہو نہیں پڑھ لئے اور جو نیس احکام خدا و رسول اس کے پاس
 رہے تحقیق میں وہ اس کو دے دے میر نے دیکھا یا دیکھا کہ تحقیق کے تصدیق ماریں جو بنا یا اس کے
 لایا سے ملتا دھوے اور بسن بن دعیان و طلبش بخیر اندکانہ کہ خیر خیر خبرش بار نیاندا
 میرے سخن کو سمجھ آہن نہیں ہے کہ غلط اب ہی خدا ہو یہ دم چیکہ خود ہی مٹا دیا

مصباح چارم تذکرہ متفرق

فصل اول مباحثہ تیسرہ تقدیر - کچھ کہ نہیں سکتی ہے سیر شریکی اس پر مباحثہ میں یہ
 کے تقدیر کے آگے و انتہا نے ہر مخلوق کے لئے ایک جسم ناز کیا جس کا لفظ و بلا شک و شبہ ہوا کہ
 اس کا نام تقدیر ہی خواص انسانی کچھ کرتے رہنا اور تا سن شعور جو حرکات و انماں اس سے ملتا
 لای چل نادانی کہا گئی اور بس شعور جو حرکات و انماں جو حرکات و انماں کو نفع متصور ہی واقع ہوتا
 اس کا نام تدبیر ہے غرض کہ وہ غیر موجود کے موجود ہوتی مادہ صریح محدود یا اس کے حفظ کے
 غرض سے کیا دین تدبیر اور وہ حرکات کہ جنکی انماں کا اثر بقدر عمل طور لانا ہی وہ معمولی
 تدبیر میں جس پر ہوتے ہی بار دیکھا اثر محدود مکان یا جانی سے بارش و دھوپ کے رد و کالی
 اور کہا نا کہ یہ ہے ہر کچھ کا دفعیہ ان وہ انماں جو نتائج کا طور پر بندہ اور سیر کا لفظ متباد

کہا اور بندہ میرے چند چوچن بندہ کو صاحب الیہ کم مایہ جو ان وہ عقل مند میرے کہا نیز کہ میں یا جی کو اعتقاد رازق کے رزق
 پہنچا دیکھتا ہوں اپنا رزق تیرے فکر کو بنا دین اور قایمان تقدیر کا تو یہ اعتقاد کشتہ خراش من روزی شدہ روزی رسان اور
 چند ہر سوئی درم چوچن خزان و بیہوش مالک کو بامایہ اور صاحب غمت لایزال جانتے ہیں نہ کم مایہ اور نہ الیہ کم قدرت کو کہ
 جو حاجت دالی کا مقتدر بنو پناہ مالک تھے اور نہ خود او کے عطیات کے منکر نہ مستغنیہ بلکہ مبار اور نہ خرید بران کی مدد
 جو سید تدبیر جانتے ہیں اور تدبیر کو ایک فعل فاعلہ وجود و تدبیر انسانی سے سمجھتے ہیں اور او کو کرتے ہیں نہ اعتقاد
 سے کہ وہ رازق یا باعث کشود تقدیر سے بان جو انجان ہیں اسکو خوشنفسان کہتے ہیں مگر جانتے والے ہی اسکو جاننے
 ہیں (تدبیر) یہ غنہ فعل اچھا ہے نہ اسقدر کہ جیسا قایمان تدبیر شریک تقدیر بلکہ باعث کشود و ظهور تقدیر ہوا ہے میں
 اور دلد و مدار کی امور کا تدبیر سے متفرک کہ میں البتہ تدبیر تکین بخیر تقدیر باعث ظهور کشود و تقدیر قایمان تدبیر
 دار و مدار تدبیر سے متفرک کہ میں مان تدبیر کرنا فکر کو یا اس سے محفوظ کرنا ہے تدبیر فاعلہ وجود انسانی ہے کہ جسکے روکے
 مفہم سے مثلاً سیلاب و پافانہ یا کہانا یا پیدائش و موت و غیرہ فاعلہ وجود میں اسکی روک جسم کو ضرر پہنچاتی ہے علی ہذا یہ بھی
 اعد تدبیر کا نکرنا باعث افعال و مذاہم کار و سب کو بچھٹان ہے ان سب باتوں سے اسکا کرنا جائز قرار پایا ہے۔
 مقولہ قایمان تقدیر جو ہمیشہ تدبیر سے جدا ہوتی ہیں اسکے انتفاع کو ترک کرین اسوقت ہم قایل ہوجیں کہ وہ
 اپنے اعتقاد کے پورے ہیں قایمان تقدیر کا جواب کہ معمولی کے سوا غیر موجود کے حصول میں جن جنصل کیا جاسے
 اور وہ بخارے مشتبہ کہلے یا نہ اسکا نام تدبیر ہے جبکہ وہ قبل تدبیر غیر موجود تھا انتفاع اسکا متروک تھا اگر
 بعد حصول اسن انتفاع کو ترک کرین غیر ممکن نہیں قایل ہونیکو تو اسبقہ بس ہے تاہم (چند سال کے بیشتر) اعزاسے بلکہ
 کی سواری باقی گھوڑے مہانہ ہی۔ اور پیسے کو سوتی کپڑے نسل سید و غیرہ جو میان باغیابی یا دوسرا مقام کے کہانا
 دسترخوان بچھا کر کہاتے ہر مسند کچل گاتے تھے مغربی وضع کے مکانوں میں رہتے تھے (دہ برس نے) جب تک کہ میان
 نکالیں اولی کپڑے کوٹ باتوں وغیرہ نہ جاسے جو میان بوٹ کر گابی رہنا ہے بجا مسند کو کچ کسی ایک
 عوض سترخان منہر بچا ہے جاسے ظروف مسی و برنجی چینی دھام چینی کے برتن جاسے جاسے حفظ تو اسے
 و سکرٹ ساگا سے مکانات انگریزی وضع کے بنا سکے تو اب بہر فرمایے کہ جو اپنی وضع سابقہ قائم رکھے کچن

سچ تو کہو کہ وہ اس اشفاق سے دست بردار ہیں یا نہیں پس میں تیل لگ کر کوئی ان اشفاقوں کو ترک کیا تو کیا غیر ممکن ہے
 اسپر ہی قابل نہیں تو دیکھو کہ سنوڑ پانچ اس اشفاق میں شریک ہیں تو پاسو اسی سلسلہ قدیم پر قائم ہیں۔ اجمی میاں
 کیون نہیں دیکھتے ہو کیا یہ اس اشفاق سے انکس دست بردار ہیں یا نہیں اب انکو بھرا سکے جواب نہیں کہ پھر پورانی
 فشن کے آدمی ہیں۔ (لو اب یاد آیا) یہ تو بھول گیا تھا کہ دو چار سال کے بیشتر کلیم اجمین تالاب و بادلوں کا
 پانی پیتے تھے اب تدبیر نے اسے منع آب سے پانی مذکور نہ کر کے لائے جو اکثر لوگ پیتے ہیں کیا پھر اسکے یہ اشفاق
 ترک تھا جواب بنایا جاتا ہے یہ تو فریٹے کہ نہر کا پانی پیتے والے کہی جا رہے ہیں ہوتے اور تارک او کے پیش
 بھلاے مرض بستے ہیں اگر ایسا ہوتا تو ہم بھی تدبیر کے قابل ہو جاتے کار قہ ماحیوب بنا کر اپنی تدبیر و
 عقلندی جتنا عقل سے باہر ہو جانا دماغ کا سر جانا جاتا ہوں۔ قیامان ترمیر اسپر ہی قابل ہوں
 صدر ارا قوسس کا مقام ہے کہ نہ دیکھتے ہیں کہ ایک شخص شمس تدبیر نہ لکھا نہ جہاں میں گرفتار ہو کر جان کہو یا۔
 دیکھو رسالہ تدبیر و تقدیر کے پہلے صفحہ کی نوین سطر میں یہ لکھا ہے کہ موت و حیات کا تعلق ذات باری تعالیٰ سے
 ہے تو اب بتائیے کہ وہ موت کونسی جو متعلق متعلق تدبیر ہے اور یہ موت کونسی کہ کہ جسے ذات باری تعالیٰ سے جو کر وینا
 تفریق جان کے چلے اگر ایک ہر تو غلط فہمی کا اقرار کیا جا رہی دانست میں موت تدبیر کی متعلق ہے کہ نہیں سکتی اور نہ متعلق
 و سبب حیات ہے یہ ہر ہر اختیار ہے اور یکے پر قدرت میں کہ ہر ایک کی امانت کام دیتی ہے اور نہ مدد دیتی ہے ہر ہر اختیار
 محبوب دیئے موت آپہنچی تھی بچہ جوان وغیرہ کہ موت نہ تھی شیخ فانی کے ہر صنف اعتقادی کا باعث ہے جو تدبیر
 تقدیر کا شریک ہے قیامان تدبیر کہتے ہیں بلا تدبیر اس جہان کا اس فن سے محمود آباد و شواہد و انسان
 بغیر عظام و لباس کے مرتے سواری ریل جلد خبر تار وغیرہ دیکھو (مباحث میں) پہلی و دوسری دفعی اس جہان کی کیا تھی
 بیان نہوی قبل چند سال ندریل تھی اور نہ تار تو کیا او سوقت یہ عالم نہ تھا اور اگر تھارہ عدم اختیار کر چکا تھا
 اور ہر از سر نو جیسے ریل وغیرہ کا قیام ہوا ہے تب ہی یہ دوسری دنیا از سر نو پیدا و قائم ہوئی ہے کچھ سمجھ میں نہ آیا
 وہ تدبیر جواب یہاں بھی ہیں ہر قعدہ موضع میں ہیں اگر نہیں ہیں تو وہاں کے لوگ انکس کیسے جیتے اور کیوں
 بے آب و دایہ نہیں رہتے امریکہ کے لوگ بیشتر کیسی حالت میں بسر کرتے ہر سنتے سن گئے وہ تو ادھیائی میں لکھا

ندے اور اس حال میں بھی جیسے ہمارے اس وقت ہجرت ہوا ہے اور ترک ناپسند تھا جیسے انکی حالت کا توڑنا غیر ممکن ہے یہ طرح اور پھر اس حالت کا جوڑنا ناممکن تھا۔ ہماری عمر چھوٹی سو برس کے اندر کے تغیرات کا حال معلوم نہیں ہوا ہے قدیم کہان سے معلوم ہو گا جو چیز ہماری نظروں میں نہی دکھی اوسیکو تدبیر سے ظاہر ہونا ثابت کر لئے یہ تو جانتے ہی نہیں کہ کوئی فعل یا تدبیر ہو کر نکلی ہے جیسے ابتدا میں تہرستے آگے آگے آگے اور تغیرات ہوتے ہوئے آگے گامی نکلی ہے یہ طرح ان دونوں میں یہ مادی لوگ باوجود ہونے آگے وان کے جوڑے کہو درکارانی پناہ شروع کئے اوسکی اصلاح ہو کر کوئی باور لیاں تیار ہوئے ہوئے کشتی کے فریج سے بند و بست آب و رسانی ہوا اوسکی نقلین نہیں دوسرے مدد و معاون تون بہتقل ہو یہ ہر موجودہ بات کا جوڑنا ہے وہ تو بات ہی حال قائم اور جو تکمیل اصلاح طلب ہی وہ اب تکمیل ہو رہے ہیں نام و فہم البتہ تغیرات ہوتے ہوئے جاتے ہیں میان افعال انسانی رزاق نہیں اور تدبیر راجح ہے بری نہیں لیکن تقدیر میں شرکاء نہیں ہمیشہ سنتے ہوئے ہیں کہ شرک و معبود نہ بخشنے جائیگا اور اسے بس لکھتے و محدث سے بتایا جا کہ اللہ تعالیٰ ان میں غارت ناپسند اور تقدیر جو حکم آگے ہے اوسکی حرکت تدبیر کے ساتھ جائز رکھا ہے تب تو ہم ہی تدبیر کو تقدیر میں شریک کر کے لے لے حاضر و موجود میں ناد فیکہ ایسا و تھوڑے سے ہوتے ہوئے اسے شرک سمجھ کر اپنے تئیں اس سے بچاتے ہیں۔

فصل تیسری مشائخ و عجم پر رویہ کا اقرار اس کو جواب

(سوال یہ ہے) مشائخ اپنے تئیں اصلین کہتے ہیں اور جہان انکار و حدایت ہے ہمیں روستہ میں اور رونا و غنا پر موضوع ہر ان دو میں کا رونا فراق ثابت کر دے تھے اعلیٰ غلط کرنا ہے۔ (جواب) اطلاع دینا بھیانک حالت موجود ہیں الغین یہ بوسے فراق نہ ہو کہ سکتی ہیں اور نہ بظرف وصال دیکھو یہ مثال ایک شخص اپنے وطن سے کہیں کا بنیکا قصد کیا سب دوست احباب جمیع ہو یہ وقت میں حال کا تھا اور سوئے سب ملکر روستے (اعتراف نہیں ہوتا) فراق انیسوے کا جو سر پہنچ گیا تھا۔ (جواب) اس وصال فراق میں ہے نامتی استقبال میں (خیر یہ تہی) یہ سہی کہ جب وہ سفر سے واپس آیا تب دوست احباب جمع ہو کر اور غم ملکر روستے یہ وقت ہم عین وصال کا تھا۔ زعفران دیکھا تو معلوم یہ ہوا کہ رونا و فراق وصال کے بعد بیان ہوتا ہے جیسا قریب موت آنکھ سے آنسو بہتے ہیں

یہ وقت موت و حیات کو بیان کرتا ہے ایسا ہی یہ وقت فراق وصال کے درمیان ہے جو جواب دوم (وجود انسان مجسم کا ثابت ہونا) اور جز کو اپنے کل سے اور ہر کل کو اپنے جز سے الگ ہونا ہے اور وصال فراق ہر دو وجود کے اجزاء میں وصال آیا فراقی رخصت فراق آیا وصال رخصت پس رخصت ہونا اسے کار و ناس ہے (جواب سوم) اگر گریہ منسوب بفراق ہو تو آیا م فراق مگر یہ گزرا چاہیے اور دیکھا یوں جانا ہے کہ آدمی یہ ایام فراق و سر اشغال و غم میں مشغول ہوتا ہے حتیٰ کہ بچا ہے روسے کر سکتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ رونا فراق پر ہے نہ وصال پر وجود انسان و وصفت کسان متصف ہر گاہ جسم کا غصہ کبھی بخل کبھی سخا کبھی صلاحیت کبھی سترت اس طرح بعض وقت مگر یہ بعض وقت غمزدہ اور یہ خود او سپر غیر مقتدر جیسے بتایا صحت محبت پر بتا رہا غالب اور انسان منسوب محبوب و محبور اس طرح غمزدہ پر ہوتا ہے یا گریہ پر ملنا مل و دنیا پر یا غمزدہ تیا ہے جب یہ حالت کا غلبہ ہوتا ہے خوب ہوتا ہے تجربہ ہوا ہے کہ آدمی ہر دو حال سے تیز لٹتا ہوا ہے اور یکایک حالت اندرونی میں او کو ایسا اٹھتا ہوا جاتا ہے کہ وہ یکایک تجرید یا خوش ہو جاتا ہے اور اس طرح ہنسنے و رونے کا حال فراق وصال ہر دو جدا حالت اندرونی اور جسم کے جس سے یہ دو عالم محض کہاں کا وصال کہ ہر کافراق جو حالت گریہ منسوب ہے کہ کین الامتیہ حالت جواب چہام (انتقال بمعنی وصال ہے اور انتقال ترک وجود کو کہتے ہیں اور ترک وجود پر اولیا انبیاء گریہ فرما سہ شقام اور کار و حدایت جو گریہ کے و منسوب بفراق تھا بلکہ باعث گریہ یہ کہ وجود دریا و وحدہ کا قطرہ جب تقابل پر یا ہوا اور پیراغ پیش آتا ہے وقت سلب کا آہو جاب پس ہنس نوب سا کسا سال کا وقت انوداع ہے اسکا یہ رونا جو رونا جاتا ہے ۔

اجواب فیہم وجود انسانی دریا سے وحدت کا قطرہ جو جنگ دنیا میں تھا حکم صاحبی کہ کتابتہ بعد فی سنی عبودیت میں لایا اب بھابھا دریا آیا ہے گوہر آب چشم جیسا ہے بتو میں دم نہیں مار سکتے۔ ایسے موقع پہ جلد ہی سو نہو کہ یہ موقع عبرت کورونے اور رنج کرنا ہے باہنسی خوشی کا مقام ہے یہ عبرت کی جا۔ ہے نہ اعتدال کا موقع۔

فضل جو بھی روزہ نماز حج زکوٰۃ کے بیان میں

در عرذہ حکم شریعت بر فرض ترک مضر طاعت جسمی بین طاعت اعلیٰ بر فرض بدشیر دنیا و آخرت هر دو مقام میں تقدم است۔ جسم کی حفاظت جائز بارے پیشین بین ایک فیئید سال کا بار چھان حصہ وہ بھی صرف تمام دن اور رات معاف ہے اگرچہ ستر سال کا جو پیران حصہ یہ روزہ داخل طاعت جسمی ہے اگرچہ جائز اسکا تائب رجوع مؤخر و تاویل لیکن بقابل

روزہ کی طاعت روح کا بھی نامزد ہے (بدینہ مادی) مگر جسے کہیں نہ حرف کی فکر۔ غایت روزہ تمہیں حکم کو یاد دینا کہ سوا اور نظر نہ آئے تو رکھنا کہ
بارہ مہینے میں ایک مہینہ بیچ جسم ہے مگر اس پر اطمینان نہ ہو بہت غور کے ساتھ یہاں پہونچا ہوں کہ کہا ہے بیٹے کے کل اخرا کو
بمقابلہ جسم مغایرت جو بس حکم ہے کہ کسی مغایرت کو ازطلوع تا غروب داخل جسم نہ ہونے دینا روزہ ہے۔

(طریقہ میں روزہ روحی) جب تک جسم و جان کا ساتھ ہے کسی مغایرت کو خاندن میں نہ آنے دینا روزہ ہے
اور اہل طریقت کو شب و روزیہ روزہ ہے کہ جگا اٹھا رہیں۔ (نماز شریعت میں ہر بالغ پر فرض ہے)
تاکہ گنہ گار سنگین منکرا یا ان سے دور طاعت جسمی میں یہ طاعت اس قدر افضل کہ حضرت الصلوٰۃ معراج ^{الکونین}
فرماتے شریعت پہلے قبل از اپنے تئیں پاک کرنا اور پاکی مغایرت جسمانی کے علیحدہ کرنے سے ہوتی ہے۔

(نیت نماز) اپنے تئیں اللہ کے روبرو کھڑا کرے اللہ تعالیٰ کو اپنے روبرو جانے اور جو بڑے خدائے
سبکدلی سمجھے۔ (نماز طریقت) خیال و خطرہ و وسوسات کچھ اور جس اسما و اشکال سے اوین اون سب
مغایرتوں کو معدوم و نابود کر نقطہ اللہ کو موجود رکھہ اپنے تئیں اس طرح پاک بناؤات میں محو کر دینا ہے۔

شعر نماز اہل ان سجدہ سجدہ است جو نماز عارفان ترک و جود است جو جیسے دیوار میں طاقچہ یا تہان
وغیرہ نقش کاغذ پر حرف پہ سب بظاہر خود نام ہیں ہر ایک اپنے اپنا اصل وجود میں سلب ہے۔ تلوار بند
چھری خاقد وغیرہ تو ہے میں صندوق قلمدان تخت تاٹ کیم وغیرہ سب لکڑی میں سلب و نیز میں قبل بہت
بوشیہ کل شے محیط ذات میں اپنے تئیں سلب کر دی جو کوئی سمجھو فہم الہی و نہ سمجھے تعظیم مزید بران کی ضرورت نہیں

(حج بیت اللہ) بحالت معتذر مقرر نہ اسالمین ایک مرتبہ یہ نصیب ہوتا ہے اور بعالم باطنی بندگان خاص کو
جو زائرانِ دل فائدہ میں ہر دم قریب سرکار اور قریب کو دیدار وہ چکر لگ میں جو سال میں ایک مرتبہ دربار میں رہتے

اجانت پہنچیں اور وہ ہی لوگ ہیں کہ ہر دم ہمیشہ سرکار جنکو ضرورت اور خصوصیت درکار نہیں گ

یا دگار ہے ششہر قنبد و کعبہ جان اپنے دل کو پڑا اسی کو سمجھنا کہ مدینہ کو دل بہت برا سکی آتے

نہیں جبہ تحقیق دلوں جاتے ہیں تو مشرّع دربار پاستہ میں کہ تہان آمد و رفت کی تعداد کا شمار نہیں

دیدار میں حیران اور حیران میں پریشان کہ ہر ایک کا رنگ ٹھنک چکا ہے جب تک رہبر کامل شکل حرف کو

مشاوت معنی نہ دیکھا معنوں کو فریور کبات الفاظ بنا کر نہ دیکھا لگاتار تک سمجھ میں کچھ آویگا مفردات الف بے کو بصورت
 جداگانہ دیکھتا چلا جائیگا جب ہر شے ترکیب دیکھ کر کب نہ سمجھائیگا تب نہ حرف لفظ اور لفظ میں حرف کو یا حوت
 درخمس کے رمز کو پائیگا۔ زائر بیت اللہ جب تک گھر جائیگا وہی اسے نظر نہ لگے قبل زیارت کعبہ دل جو بیت اللہ جائیگا
 مکان پاک میں دبار بے سرکار البتہ پائیگا اور یہ اسکی نظر سے گذر جائیگا اور اسقدر اسکی سمجھ میں آئیگا کہ میں
 اور مجھ جیسے ہزار ہا اور زائر کعبہ دل و بیت اللہ ہر دو جا دبار موعہ سرکار میں لامکان پائیگا (حج بیت اللہ اور
 نصیب ہوتا ہے) کہ اہل ظاہر و باطن اور گہر سے جدائی اختیار کریں اور زائران کعبہ دل کو شہر کسی گھر میں
 نہ گھر کر بیٹھنا احسن اور خالصین و ٹھکانا بے ٹھکانا اور مکان بر لا مکان رکھنا وادی کا طفیل اس سائی کا باعث
 ہوتا ہے کہ خرقہ حضور ہرنے کو کوئی جا ملتی ہی نہیں ہے اگر سے امر بنکر حکم خرام قرب مامور میں ہے جان جسم
 اور جسم جہان میں اور جہان کا فین تو دیکھ لو مکان لامکان میں ہر کہ نہیں وطن دنیا گھر خاتمہ تن جب تک یہ ہر دو ترک
 نہ ہو جاوین ناب کعبہ دل سائی نہ مائل ظاہر کو جب تک دولت دنیا سے نہ نقد فراسم نہ کعبہ جائیگا حکم نہ ہو اور زائران
 کعبہ دل کو جب تک الدنیا جیفہ سے جدائی نہ ہو شرف ملو اور کعبہ دل سے شرف نہوں کیونکہ ہم اسی جیفہ کا ہی ظاہر ہے
 غیر ممکن (اہل ظاہر ترک مائل و متعلیٰ خارج نہ ہوں نا کعبہ سا نہیں) اور مطلق کعبہ دل جملہ خواہشات سے دوا جدا اور تو مائل
 مائل سے ہر دم و ہر خطہ دست بردار نہ ہو بلکہ خارج میں خود اپنے برابر و کم سے زیارت سے مجبور ہے۔ (اہل ظاہر) جب تک
 نحو جان و مال مثل غارتگری بدو و خطر سواری دنیا سے خوف اپنے تئیں نہ کرے جرات پہنچے کعبہ دل نہ کہے۔ (اہل باطن)
 حقائق دار میں آئے جسے سخن اور قرب دنیا میں ساتھ رہا آخرت میں جہان ہوسات رکھے (دنیا میں محبت قرب سے
 زیادہ ہوتی ہے) بیان تک کہ آدمی کتبہ ملی جانور پالتا ہے تو اس کے ساتھ محبت ہو جاتی ہے اور جدائی شاق
 ہے اتنی ہے حتیٰ کہ گدگد حضور بہ از لمبر دور مشہور ہے پس عکس ہی ہو بات محبت آتی نہیں جوانی ہے تو بڑی
 ہمیں بڑھنے سخن اور قرب جیسے تباہیات ہی اس قرب دیدہ نے ایسی محبت پیدا کی ہے کہ کلام سماعت پر محبت نہ
 کہ قول علماء و فتنہ حور و علمان جنست و حوض کوثر کے شبنے کی محبت کروں کہ بہر آنکہ کی دیکھی ہوئی و فریب
 نہ کہ کو اللہ نے خاص اپنے واسطے پیدا کیا ہے پس بندہ کو اس کے قرب کی خواہش میں جہان

نک ہو طاعت و بندگی کرتا ہے جنت و حور و کوثر و حوض و حور و غلمان کی طلب و خواہش جو اپنے امانعت اور تہات کرتے ہیں وہ بندہ جنت و حوض کوثر کے ہو لگی بہت خواہش اور لگی اور کو مبارک ۔

فرواۃ حکم طبع شریف جمال موجود رکھتا ہو اور اس سے حسب الحکم مقررہ غرا و مساکین کو دے ۔ اور اہل طریق اپنے کیسہ بساط میں کچھ نہ کہے ہر ایک امانت مالک کی دیدی بلکہ خود اپنے تئیں فاکر دے کہ جب خود یہ نہ کہے گا تو ملک نہ کہے گی (طاعت و عبادت) ظاہر لسانی و جسمی اور باطنی ذکر قلبی و روحی و ستری و دید جو ایسی ہو کہ ہوش بردم نظر بر قدم ۔ اہل دنیا کارخانہ داری کے منتظم و نگران کہ مداخلت غیر نہ کہ خلاف و لغت کا باعث ۔ اہل طریقت جو اس وجود میں انامی بغیر سہش و جہر قی بتائے جانے نہیں دینے میں بابران خانہ تنہا داخل غارت ہونے نہیں پاتا جاتے وقت دیکھنا خلاف بر نظر بر قدم ہو آدورفت کی دید مفرد و وطن ہے جو اسکو پابان غوت و رانجن کی راہ پر آتا ۔

مصلح پنجم خاتمہ بخیر

فصل اول تحیر بحال مجبور ۔ یہ تقریر جو اوپر نظیر پائی متعلق اسی وجود کے قرار پائی ہے اور اسی پر اطلاق مجبوری حکم کیا گیا ہے تو یہ قدرت کسی ۔ فی الواقع وجود مجبور ہے حکم قل الروح من امری جو موجود ہے وہ مقتدر ہے ۔ اب سائل کون اور جواب دینے والا کون ۔ جیسا جسم میں حکم ہے ویسا حکم میں مخلوق قدرت ہے ان کے باہم یہ سوال جواب ہیں ۔ جب حکم وجود میں تسلیم کیا جائے تو حاکم کہاں سمجھا جائے سمجھنا چاہیے کہ سطح جسم میں روح مخفی ہے اسی طرح حکم میں حاکم موجود ہوتا ہے (جب یہ سمجھ میں نہ آیا) تب ہمت کے گہوڑے پر چڑھ کر زین باندھ سمجھ کی لکام چڑھا استقلال کے رکاب میں پر جا خوف ورجا کی باگ تہام فکر کے کوڑے مار خیال و خطرہ کے عمریز سے وابستہ وہ لیکر بہا لگا اور دار دنیا میں اگر شیرا میں سمجھا کہ یہ سب محنت فطایع کی قصد کہاں لگتا آیا کہاں ہوں ۔ تب ہدایت ہادی ہوئی کہ یہ مقام دارالعمل ہے یہاں عاشقیت بخیر کے لئے آئے ہیں یہاں کے عامل حبت میں جاسے ہیں یہیں اولیا انبیاء سے جاتے ہیں غوث و قطب کہلے جا رہے ہیں مگر اہل کستہ برائے جاتے ہیں اور رہتہ ہی یہاں ہو جاتے ہیں جو چاہو یہاں سب موجود ہے جو یہاں جو کا

بہر لا بجز انہیں کہ نہیں لجاتا اور بعد انہیں کام نہیں آتا۔ ہادی نے یہ ارشاد فرمایا کہ مری بغیر کچھ معلوم نہیں ہوتا اور قبل
 نہاتا جھنجھٹ رسائی غیر ممکن بلکہ سمجھنا سمجھانا غیر ممکن ہے نہ کہ نام آستے ہی سب بھول گیا اور سوچا کہ دل تو مرنے سے
 منہ مورتا ہے اور کچھ یا جوان مرنا کوئی قبول نہیں کرتا میں مرنے سے اتوار اور حکم ہادی سے انکار سخت دشوار آخر کار
 بروستہ بکریوں کو کہ حکم لایا ستاروں ساعت ولا یستقدون بغرض حال اگر ہر روز وعدہ جان دیکھا و اوستہ حرام تھو
 کہتے ہیں ہنوز میری بحث اقام ہونے نہ پائی تھی کہ شدت حقیقی و ہادی تصدیقی نے ہاتھ پکڑا شہدان لا الہ کے چہری سے
 چمکے حلال کر دے شہادت پر پہنچایا۔

فصل دوسری بیانِ شخصت

ظاہر اور برائیک کی دیکھی ہوئی بات ہے کہ جب کوئی شخص انتقال کرتا ہے تو دوست ہشتا و خویش و اقارب کا ہجوم ہوتا ہے
 جب میں حال ہوا تو ہوش نہ تھا نہ بیہوشی سکوت تھا اور خاموشی یہہ آواز کان بڑی یاد تھی کہ مرنے سے روح کو ہر نہیں بچتا
 نفس موجود ہوتا ہے لیکن آواز فرشتوں کے سوا وہی سنتا نہیں جب میں اپنے اطراف و جوانب دیکھا ایک ہجوم ہر جوان
 زن و مرد کا پایا مگر کوئی پہچان نہیں دے آیا سمجھا کہ قیامت کر روز کوئی سبکو نہ پہچانے گا میرے لئے آج قیامت آگئی کہ پہچان
 جاتی رہی اگرچہ ہر سب کے لوگ مجھ سے دور تھے مگر ٹھکنے و افسردہ خاطر تھے حکم ہادی بہ ہر بات دیکھی کہ آجنگ نشان
 حضرت اور ختم رسالت کا سبب کیا ہے لوگوں کو معلوم نہیں۔ لوگ ختم رسالت کے یہاں نہیں انوار و اقام سے بیان
 کرتے ہیں کہ حضرت دنیا میں شریف لائے ہم لوگ گمراہ تھے راہ ہادی و ختم رسالت کے جوابات دینے و عزائم
 کرتے ہیں جب نوبت تاہم انبار رسید کہ حضرت کے ختم رسالت کی وہ معقول نہ بنائی گئی جو لایق تشفی ہو تو کہہ محبت
 حضرت و دنیا میں ہنساے فرمانا اور آخرت میں شفاعت کو گنہ گاروں کو بخشہ انا یہ ختم رسالت کی وجہ ہے ایک جب
 کہے کہ جبکہ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ اکملتکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ یہ کیا بحث
 یہ ختم رسالت کا سبب خود اللہ تعالیٰ نے فرما دیا۔ پوچھا گیا کہ۔ کمل البیان سابق میں کیا نہوے تھے اور بزمان
 حضرت کو نئی تکمیل ہوئی۔ جو بہرہ سمجھنے ہوں سمجھ لیں۔ کہ معنی ایمان و اسلام سلامتی و امن ہے اور ان ہر دو کا
 تعلق جسم سے ہے پس سلامتی و امن جسم و جان کی مواد سے کیلئے موضوع نہیں۔ اب حالت انسانی دیکھو کہ جسم کا

نبی ہوتا ہے تو سوائے ہم کہاں ہے ہوگی تو جواب اویکا یہ ہے کہ قیامت میں آدمی ہر اشکال میں ہوتا اور پتھر اور لکڑی کا بے شمار ہوتا ہے کہ
 شرع شریف میں جو جو چیزیں غیر اسلام تھیں باقی نہیں رہی تھیں ان میں وہ شامل کا نام اسلام اور سکولانتی امن صدف رومی جسمی
 حاصل ہو گا تو اب غور کرنا چاہیے کہ اسلامی میں کیا ہے جو اس قدر ضروری ہے کہ بغیر اویکا کوئی اور کچھ بھی نہیں کیا گیا اسلام میں باقی نہیں رہی اگر کوئی
 نہیں کیا اسلام پر اعتراض کرے کہ اس وقت یہ چیزیں نہ تھیں کہ ان کے بغیر اسلام ناقص ہے یا اگر وہ چیزیں تھیں تو ان میں سے کون کون سی
 یہ چیزیں تھیں کہ ان کو اس میں نہیں جو ہو سکتی ہیں کہ اس میں جو حالانہ ظاہر و باطن کی جو چیزیں اسلام میں ہیں ان کے لیے کوئی اور دلیل طلب باقی نہ رہے
 نہیں کہ ان میں سے کسی ایک کو اس میں نہیں کہ اس میں جو چیزیں تھیں وہ ان کے بغیر اسلام ناقص ہے یا اگر وہ چیزیں تھیں تو ان میں سے کون کون سی
 اسلام میں جو چیزیں تھیں ان کے بغیر اسلام ناقص ہے یا اگر وہ چیزیں تھیں تو ان میں سے کون کون سی
 اس کے بندگان خدا اور کیتے ہیں) بوسیدہ مروتو قبل انست موتو دنیا میں بد دولت رحمۃ للعالمین مخلوق ان کے فیضان
 سے امن بانی (حکومت کا اعلان شدہ کو پاک صاف کریں) مادی نے مذاوی کے عالم دنیا میں بندہ پر کسی حکومت
 وہ آئین اور کیا حکومت کرتے ہیں بتائیں۔ شروع بسم اللہ ایک صاحب باجہ و عوام چند بولٹیوں کے ساتھ آئے اور
 بعد سلام علیک کے کہو کہ حاضرین مجلس مخفی نہ رہے کہ میرا نام شرع شریف ہے اور یہ حق پرستی و خیریت میرے ہمراہ ہیں
 امر دینی سے معور ہیں اور ان کے فساد و زندون پر متعلق کیا گیا ہے اس کی تعمیل اون پر فرض واجب ہے پس
 شخص تک زندہ تھا میں ان احکام کو اس پر نافذ کرنا تھا اور یہ تعمیل اس کی معذرت رہتا تھا اب یہ مر گیا مردہ ہر
 کسی احکام شرعی امر دینی کا فساد باقی نہ رہا مردہ احکام شرع سے عدم تعلق جبکہ احکام شرع اس پر اوٹھ گئے
 تو اب ضرورت میری نہیں لہذا میں جاتا ہوں یہ کہے اور بعد سلام علیک و علیک السلام رخصت ہوئے
 اور چلے گئے مردہ اس سے سبکدوش ہوا۔ (پھر مذاوی نے مذاوی کے اسکے رفقا کون میں حاضر ہوں) وہ
 ایک خوب و تود و مسرا زنت خواہ فرمے اور اپنا نام خیر و شر بتاے اور مرنا اس کا اپنی علی کی کاسب
 کہ وہ کا تعلق خیر سے اور نہ شر سے کسی سے باقی نہیں رہتا باران حکم برخاست جو کی خیر و شر ہوا یہ کہہ کر
 رخصت چاہے اور چلے گئے۔

فصل شیریں رخصت دنیا و دین کے بیان

سداۓ نندادی کہ الدینا حیف و ظالمیہا کلاب کون ہے حاضر ہو جائے۔ ایک خوش قامت زیر چادر منہ چھپائے گلین
 صورت بنائے انگلیوں آنسو چند سہیلوں کے ساتھ آمود و میوئی کھی میرا نام نہا اور سب گریہ پیدہ بولی کنج کج
 عاشق صادق با وفا کا وصال باعث ہم سب کے انتقال کا ہے یہ میرے ہمراہ۔ عقل و تدبیر۔ ہر دو میرے ہمیشہ
 میرے عاشق کے مشیر ہیں اور وہ جو دو سر میں سمہیلو کے ساتھ میری منہ بولی ہیں (دولت بی) اوسکی ہمیشہ
 (شمت بی) اوسکی ہیں (نعمت بی) اور وہ جو عطلہ سے ۔۔۔ میلے کچے کپڑے پہن ناگلین سے بن ہیں
 کڑی ہے (خت بی) اوسکی ہیں (ذلت بی) غرض کہ کیا نام لذت بی تو کسی کا نام مراد بی تو کسی کا نام راحت بی و
 کیا نام فرحت بی وغیرہ وغیرہ بتائی اور کھی کہ ہر سب حسب موقع میرے عاشق کو میرے ملنے کی ترغیب تھیں
 و تحائف دیتے ہیں مہر و فرتہر میں میرے خاطر اوسی عزیز تھی لہذا ان سب کو عزیز رکھتا تھا اور حسب حوصلہ
 و تابھی تھا اور میرے حاصل کر نہیں آتی سب کی اتباع و فرمان برداری کرتا تھا اب خاطر دار کر گیا جب چاہنے والا
 نہ رہا تھا کہ نہ کبھی خط نہ پایہ کہے اور کھیم جمیع خدو لفظ بولے اور رخصت ہو کر چلے گئے (ادی نے مراد کی
 کہ دشمن آدم کون ہے تب ایک لودہ فافوت بہت سی بوٹیاں رکھے رنگون شتر سار کچھ میں ملوق و باذوق
 و شوق اپنے شرمندہ رور و برولا اور بولادیکھو یہ دشمن اولاد آدم چہرہ بزم انگلیوں نم کہاں آیا حیرت کی
 جا ہے پوچھا مرگ دشمن شادی ہے کجگو گلینی کیون تو کہا الحق مریج بولنے پر لوگ ترش و تلخ کام ہوتے ہیں
 لہذا تم کو کسب مجھے ناخوش نہوں فرماند و خوشنود رہیں اس غرض سے جو بونا ترک اور جو چوٹ بونا اختیار کیا
 ہوں یہ ہار اپنے سر پر لیا ہوں۔ جب کہا گیا کہ کچھ توسع بول کہا عہد کیا ہوں عہد شکنی میرا کام ہے اسلئے
 اوسکو توڑنے نہیں چاہتا ہوں۔ پر کہا کہ فعل بد کی عہد شکنی داخل محل نیک و جلد اسے توڑا نہیں کہا
 جب تم میرا وجود اعمال ہا اور رسے کام کرنے کیلئے مقرر کئے ہو تو ایسے میں تلک چوٹا بنا نے نہیں چاہتا ہوں
 پس تمکو بھی مجھے اچھو کاموں کی توقع نہ کہنا چاہئے اور ایسی سے متوقع کا تھیر کے نہ رہنا اور اعتقاد کو اپنے
 پرانا چاہئے تو کہا گیا کہ اسے نہیں تم تو قابل میں کہ بہتر تو نے بہت اچھو کام کیا ہے خطا سے عدول ملکی
 ترغور کیا اور نفسانیت اختیار کیا لیکن ہے لاخو وہ ترک کیا جاے تب کہا کہ رونا و گلین صورت بنانا

میزانِ ملاحظہ ہو کہ ہر کسی پر رحم کیا کہ کمالِ مصلحت ہو دیکھو کہ میرے غم کو مجھ سے چھین لئے لیکن مجبور ہو گیا ہوں اور تمہارا پر یہ ثابت ہو کہ
مرنے والے پر درو تار ہوں۔ دنیا میں کوئی ایسا ہی ہو گا جو مجھے نہ ڈرے تا ہو گا نہ دکان خدا خدا ہو لے سے ڈرتے اور امید بھی کہتے ہیں
ایک طالبِ برقا کہ نہیں اور میرا خوف ایسا غالب کہ جسکو بل ہی نہیں سکتے بعض میری اتباع کے اور کبھی فکر ہوا اور بعض مقابلہ کرتے تو پھر
وہ ہیں اور غلبہ آتا ہوں سچ تو یہی علماء و فضلا سے نوبت تھا بلکہ پوچھتی ہے تو یہ کہ کشتِ گوشت کہ وہ مجھ کو دیکھتے ہی شیخِ لا حول نام دے
کسی نے یہ کہ جسکا اور مجھ پر پوچھتا ہے اور نرا دکان کیسے لباس پر پوچھتے ہی وہ لباس مجھے ملے ہو جائے اور انکی غفرو میں میری
شناخت نہیں ہوتی اور میں دوسرے لباس میں فی الغر عطا جاتا ہوں لیکن قابل ہوں کہ دوسرے ثابت قدم کہ اپنا کام کر لیں
کہ کبھی تابی اور دروغ نہیں کہتے اور شیرِ نفسی العین مقابلہ انکی شیرِ نفسی کے غور طلب ہے وہ تو میری شر و لحاظ و شرم اور ضد و شمار
کرتے ہیں کہ میرے افکاروں پر نگاہ کرنا خلافِ مروت و تہذیب جانتے اور مجھ پر لیتے ہیں العین انکے منہ پر میرے برخط پاتا تو خوش
ہو کر زیادہ مستانہا و نکاحات و اقارب کرانے کے قریب میں جانا چاہتا ہے تو وہ نیز قدمی سے ہانکتے اور لا حول پڑھتے جاتے ہیں ابلیس
لباسِ ضلالت چھینے اور تبدیل ہو جاتا ہے ابلیس اور کبک پیش نظر ایک نہ ایک نیا فعل لاتا تا ہے جب چلتے پھرتے اور کو افکار نہیں
ایکے بغیر گزیر نہیں ہوتی تب ناگزیر عزالت اختیار کرتے ہیں تو وہ بھجکت اور کنگ گوشہ خاطر میں چھپ کر ایسے دوسرا اور خطر
کی چہری مارنا ہے کہ جیسے او کو وہاں بھی ہیں نہیں ملتی ہے نہ ان میں ہر طرح کی بول چال بند کرتے ہیں اور سوقت ابلیس و ملین
بیٹھ کر ایسی باتیں بناتا ہے کہ آدمی نماز میں اوسے سے مخاطب ہو جاتا ہے اکثر صاحبِ میرے افکار نہ دیکھنے کے قصد سے
جہاں جلسہ شیطانی ہوتے ہیں نظر پڑتے ہی لا حول پڑھتے جاتے اور نیز قدمی کے ساتھ ہانکتے ہیں ابلیس دور ہو کر انکی
سورہ راہ جا کر کھڑا ہوتا ہے اور پوچھتا ہے کہ احوال سے شیطان کو ہانگنا چاہیے یہ تماشہ خلاف دیکھو
کہ شیطانی تماشہ جہاں کے دیوانِ قائم لیکن یہ خود لا حول پڑھتے اور ہانکتے ہیں بہلا فرمائیے کہ اطلاق
اور ہانگنے کی نسبت کس طرف منسوب کی جائے غرض کہ ابلیس اس میں بہت خط و لطف اور تماشہ پر جوش و خیم
واقف کار میں وہ کہتے ہیں کہ ہر انسان کے ساتھ خواص شیطانی موجود رہتا ہے وہ لا حول سے ہانگتا ہے
قیہ و جوبہی او کے ساتھ رہتا ہے او کی حرکت و جود کو متحرک کرتی ہے (آدم بر سر مطلب)
جس طرح ابلیس لوگوں کا تعاقب کرتا ہے اور لوگ بھاگے پھرتے ہیں اس طرح

مشائخین ابیس کے درجے سے پہلے نام مشائخین سے ابیس کا کہتا ہے تحقیق یہ کہ اپنے میں شروع بسم اللہ
 ابیس پر اور لائے ہیں یہ خدا کے بندے ہیں کہ جو تلاش خدا میں مصروف نہ رہ کر تلاش ابیس میں اپنے وقت
 صرف کرتے ہیں اور نہ صرف جو ابیس کشمکش میں کہ انحال و خواص شیطانی کہ ان الفاظ میں چار بار کی دعا
 کو دیکھ لو کہ خواص شیطانی کچھ لفظ شروع جانتے ہیں مگر نایت اس میں یہ کہ اپنے میں کہ گار بناسے یہ نہیں کہ
 ان خواص شیطانی ہے ابیس تصور نہ آنے پائے کہ چار بار مرد میں گزیرا نہیں یا یہ اپنے میں کہ او کو کوئی بزرگ
 سے پیش کرتے تو یہ خود میں اگر اندیشہ تکبر و غرور کو زبان پر نہ لادیں بلکہ فی الواقع اپنے میں بولتے کہ گار بناسے یہ نہیں
 اور دوسروں سے اپنے تئیں اپنا ہاتھ نہیں کہ اس سے سمجھنے ابیس کو ضرور دیکھا ہے اور یہ بھی غرور
 خواص شیطانی ہوا ہے بلکہ ابیس سوال حرام میری دست پیکہ منگو اتی ہیں تا غرور و دور ہونہ بعض عہد
 و قصد اخلاص میں شریعت حرکت کہ کسی غرض سے غفلت بعض دفعہ خواص و افعال شیطانی اپنے تئیں
 گار بناسے ہیں اور کہتے ہیں غرور ابیس کی مرد و دی و صلواتی کا باعث ہر خواص شیطانی اہل دنیا کو
 جنت سے دور کرتا ہے خود و دوزخ میں مامور کرتا ہے ایسے خون سے کون اب مقابلا سکتا ہے ابیس کا
 مدد و مدد ہو کہ انہی کا اثر کرتا ہے انتہا کو یہ کہ دفعہ ابیس کے غرض سے جیتے جی مرنا قبول کر لیتے ہیں کہ جہاں
 جہاں کہ فریب ابیس کے ملاحظہ بند ہو جائیں سوزش مرگ ایسی کہ جبکہ مقابلہ میں میرے معین مرد کا تاب
 نہیں لاسکتے نام مرد ہوتے ہی ماتہ منجھ پیر دیتے ہیں جبکہ میں اللہ تعالیٰ سے دنیا میں زندگی گراہی کر سکا
 و مرد کیا ہوں لہذا مرد سے کوئی مرد فریب و غار نہیں سکتا میرے افعالوں سے زندہ متکذ
 ہوتے ہیں بعضے نیوے چکر میں جو مرد سے منفر ہوتے ہیں انکے سے دیکھ یا کان سے سن کر خط پاتے ہیں
 کچھ نہ تو پاتے ہیں مشائخین اور کسے محروم فروعات میں ٹھہرتے نہیں راست اصول میں چلے جاتے ہیں
 وہ جو مجھے متفرق میں اپنی ملاحظہ وہی کا جلال بجا مثل باہی گیر تاکا ہوں جب او کو پیر میری جال پر چڑھتے
 میں تب بہتگی اپنی طرف کھینچا ہوں میرا اثر دل میں اونکے موثر ہوتا ہے کہ جبکہ سبب بعض وقت نوبت
 الخاشی نیم رضا کی پیروی جاتی ہے گام میری طرف رجوع اور گام اللہ و رسول کے خلاف کا خوف کہی اور

اور دوسرا وہ غلط خواریں برتن ہیں جن کا شکار نہیں جب اللہ تعالیٰ کو کسی اور ادویہ سے فرمایا ہے ترسین خراب غفلت سے جو رنگ گہرا کر
 لاسول ہے جسے میں تیرے میرا حال ٹوٹ جاتا ہے ترس بیست و تیرے کچھ نیچا موقع ملتا ہے اس کا خطر نفس حاصل ہو جاتا ہے
 وہ کہتے ہیں ابلیس کو کہیں چسپا یا تھا اللہ بجا یا اور ابلیس اپنے میں خوش کہ انسان بڑا استغول داوین آیا تھا چسپا یا یا ہوا
 اقتدار قدرت ہے کہ وہ ان کی نہیں چلی اپنی سرور کو نہیں جب آدمی پر غالب آتا ہوں میرے غور و ترقی پذیر ہوتا ہے مشین
 سید جابر غالب آئے سبقت لیتے اور میری خواہش ہے طبیعتوں کے خاطر میں جسے نہ دیتے شی کہ دفعیہ غور میں وہ تاکید
 کہ خودی بخار ہے ہیں کہ جب خودی کے ساتھ غور و جو اس کے ساتھ ہے وہ کہان بنے پائیگا اگر آدمی ایسا کام کرے کہ خبر امکان
 بشر سے خارج ہو تب ہی بدیہ تصور کرنا میں کیا ہوتا داخل غور ہے مگر یہ غور خواہش ابلیس وہ سرعہ التفریب کے مطلب تک
 رسائی نہیں اور خلاف جلد درنہ میں ہو جاتا ہے بہرہ نادر یا دکار زنا نہ لاکھوں میں ایک بہرہ گاشا نہیں کہ خدا
 فضل کیا اور نہ انکون پروردگار کے رسا ہوا اور نہ عاقلوں کی عقل حیران کہ مدغور و رنگ سا نہیں دیکھو از ادنی تا اعلیٰ
 و از عاقل تا جاہل و از عاقل تا کامل و از مومن تا کافر صبر غور میں طوٹ اور ہلا ہوا اور غور کی غایت ہے مقتدر زیادہ نہیں
 کہ اپنے تئیں دوسرے سے اچھا جانے اور دوسرے کو کم درجہ کا اپنا کیا کہ یہی غور و افتخار ہے اور اسی پر دار و دار اور یہ ہے
 اس افراط سے (جاہل) اپنے تئیں عالم سے اچھا جانتے ہیں کہ العلم جابا لکبر سے بچے ہیں اور عالم کہتے ہیں کہ خدا سے
 جہل سے بجا یا جاہل سے مذکر ناک جاہل خود کو نہیں پہچانتا غایت یہ کہ ہم جانتے ہیں اس لئے اچھے ہیں (اہل ہر)۔
 تئیں پاک اور دوسرے کو شذر یعنی ناپاک اس کو سب سے اچھا جانتے اور کہتے ہیں کہ ہم جاہل نہیں مگر دوسرے جہل
 کو مارنے دیکھتے ہیں (مسلمان) ہندو و کوبے ایان کا و گراہ کہتے ہیں اور اپنے تئیں ایماندار خدا پرست
 غور و غور ابلیس کہ کم مدع جانتا تو اربابا ہے سطح یہی وہی خواہش ابلیس ہے جو آدم کو کم درجہ اپنے سے ہم
 ہے سطح حسب تلباس غور میں (دو لہند) غریب کو جیسا کہ کم درجہ و کم وقت جانتے ہیں ظاہر سطح
 دو لہند کہ خیال غور و شیطان کہنے پر گفتار کہتے ہیں کہ اگر میں غم جیتے تو کہا نا ناہین متنا و منکبہ ما و سہ آ
 اپنے تئیں نہرہ اچھا جانتے ہیں (سے) اپنے تئیں ہشتی مدبر و کو مدغنی ہے یہ ہیں اور علم الناس پانی ہے
 کہ مدغنی کہتے ہیں (ظاہر و ب) اپنے تئیں مال کہتے ہیں دوسروں کو علم خود جانتے ہیں اور عام دنیا میں اس

دوسرے کو نہیں کہتے ہر ایک انکو بہتر اپنے کو بہتر جانتا ہے (بچہ معصوم) پاک ہوتے ہیں انکو لوگ نا فہم دے شعور اپنے نہیں
 باشعور فہم ان سے اچھا جانتے ہیں (جوان) ضعیفون کو فتر العقل اور ضعیف جوانوں کو نا تجربہ کار کہتے ہیں کہاں تک
 کہوں دنیا میں جو کہ دوسرے سے اپنے تئیں اچھا و فضل جانتا ہے اور یہ جملہ داخل غرور و زوال علیہم السلام الناس میں تقسیم اور برابر
 جاری ہے تفصیل تو بہت ہے ہمیشہ تمونہ از غرور اسے و انداز انہا سے بیان ہے (حضرات مثلاً یحییٰ) میں اپنا غرور بہت
 نزاکت کا ساتھ کہا ہوں جو کہ اب تک کوئی نہ سمجھا (خاندان قادریہ عالیہ) کے سلسلہ والے اپنے تئیں مدارج عالیہ سے منسوب کرتے
 ہیں دوسرے خاندانوں کو اپنا ہم مرتبہ نہیں جانتے (اہل حقیقت) اپنے تئیں داخل مشیت کہتے ہیں دوسرے کو اپنا برابر ہم نہیں
 سمجھتے علیٰ ہذا دوسرے خاندانوں میں ہی یہ غرور کہ ہمارے مرتبہ کا دوسرا نہ سمجھتے کہا بزرگان دین اپنے میں مدارج کا ان اور
 دوسروں کو کم درجہ کہا ہے کہیں تقدیر میں پر یا کہیں متاخرین پر ایسے الفاظ مستعمل ہوئے ہوں تو بتائے ذرا سوچئے یہ کیا
 مقام ہے کہ اولیٰ ترین مرتبہ سے بقایا اپنے تھاغیر کے تذلیل بزرگان کی اس غالب میں کی (ابو حنیفہ کہو کہ) مخالط
 اس میں اگر غرور کے یا نہیں اور اپنے تئیں بزرگوں کے افضل و اعلیٰ سمجھے یا نہیں جو اس سے بچیں نہ بچیں بھلا ایمن اور
 ملتی ہوں کہ اللہ انکو کس سے بچائے (نزاکت غرور دیکھو کس حد تک پہنچی ہے) دور بخاک شہادت ریشہ دیکھو یہ ہر فقر
 وغرور نہیں ٹھیک ہے۔ بلکہ تیرے مخالط سے کچھ ہون دلیل تاویل در نہ جو میں کہتا ہوں اسکو تسلیم کریں۔ تحریر
 اوراق میں محنت اٹھا کر انا کا مذہب ہی قلم کے محل ہوا اپنے پر تکلیف گوارا کی یہ سب جو کہہ کہوں اور مرکز خاطر کیا تھا
 جو ہوتا میں نہ تو نہ کہیں گے میں کہتا ہوں سچے دیکھ لے کر دوسرا عند یہ ہوتا دیکھتے یہ کہیں گے کہ یہ (ہدایت عام ہے)
 تو انہوں نے اپنے تئیں منسوب ہادی ہیں وہ میں بنا کر دوسروں پر اپنی فضیلت بزرگی یوں جتا اگر کہیں گے کہ (یہ فیض عام ہے)
 تو خود فیاض نہ کر سکتے ہیں اگر بولیں اسے (ناواقف واقف ہوں) دوسرے کو ناواقف ٹھہرا آپ واقف کار بننے میں اگر مدعا یہ کہ
 (بچہ غرور ہوں) اب اندہ و خبر دینے اور دوسرے کو ناواقف بننا اپنے سے کم درجہ میں ٹھہرے باخبری کا جامہ اپنے پر
 قلم کے ناگوں میں غرور ہوں کیوں کیسا مخالط کہا جوان پر دوسروں کو کمتر اور اپنے تئیں بہتر بنائے کہ کہا
 تجربہ بزرگ سمجھو بلوین لوگ دانند کہیں غرور و افتخار پیش آئیں جب سوا کسی نہ ہو ایسی نام اور کہا ایسی یہ جملہ خیالات میں
 دل میں نہیں جایا تو کیا دہرا کوئی جایا تو کیا ہے یا یہ کہ لوگ اسے بڑے بڑے (تعلیم پادینے) تو غایت بہر تعلیٰ کہ اسناد

بنیادینہ ہر حال اپنی فضیلت بزرگی تمام میں اگر فی الواقع کچھ سمجھتے اور جانتے تھے تو من فہم سکتہ بر عمل کرتے۔ غرض کہ حضرات انسان جملہ ارباب میں مجاہدیت لجاوین جب اس سے اپنی تین بنیادیں تب تو میں ہی کہوں کہ یہ بات قول کے پورے ذریعہ طبع کے ہیں مگر میں ہر حال غالب ہوں اور ہر موقع ہو کامیاب شاد و نادر ہیں کہ شروع بسم اللہ لباس میں ذات کر تھیں کہ جان پہچان تباہ کر دے ہیں جب کہ کسی لباس میں ٹہرنے نہیں دیتے ہیں مغلوب وہ غالب ہو جائیں۔ اس پر بعض چوہا لہا بونہیہ موت و اوٹھادی اور ایسا عدم تعلق کر دے کہ میں بازی اپنی ہار گیا مجھ تو مردہ سے کوئی تعلق ہی نہیں رہتا سب مر اکون انتقال کون کرتا ہے یہ کہہ نہ سکتے ہو کہ اب کسی زندہ کے نزدیک جہاں میرے رفقا ہوں گے جاؤنگا اپنے پوشیدگان ہمراہ کیدر چلا گیا (جب بلوہ مغایرین فرو ہوا) تب تک بکامیابی ندامت ہوئی کہ یہ سطح پر پاک ہوا یہ غسل میت تھا اور یہ نماز جنازہ جو ادا ہوئی۔ حضرت کی دنیا میں شریف فرمائی کا سبب یہ تھا کہ بزرگان خدا ان مخصوص دنیا سے نجات پانے اگر حضرت شریف فرما سے دنیا نہ ہوتی تو یہ ہر سہ ملتا اور نہ ان کے انباریوں سے سطح سبکدوشی حاصل ہوتی یہ جملہ تھکاوٹ اور جھگڑے دنیوی قبل تو ہر شے کے ساتھ لگے ہوئے رہتے ہیں دنیا دار حکم شریعت و فروع و غسل سے باندھا ہے مغایرت ظاہری پاک ہونا ہر اور طریقت میں سطح مغایرتیں ملحدہ کیجاتی ہیں تب پاک ہونا ہے کہ من بعد مصلحت غیر ہو ہی نہیں باقی بون تکمیل ایمان و اسلام جب تمام ہوئی تب زندہ رہے اور نہ آئندہ نہ بعد مرے کے باقی رہا تو ضرورت اصلاح ہی باقی نہ رہی اور رسالت و ہدایت ختم ہوئی۔

فصل چوتھی موت و حیات کے میان میں

موت و حیات بہر دو نام ہیں مرنانا پسند جیسا خوش اسوا سے ہوا ہے کہ اسکی حقیقت تک سانی نہیں کہ مرنا معدوم تصور کیا جاتا ہے اور فی الواقع وہ انتقال تبدیل جاسے سمجھو کہ عالم ارواح کجگم کن ارواحیں پیدا ہوں وہاں سے انتقال کیا بہر اسی جائے جسم دنیا میں آیا جب تک جہرا جائے جسم ہے اسکا نام حیات ہے ان ہر دو میں ہوا۔ انتقال عالم ارواح میں موجود نام اسکا تو ہو الہر و حال کیا عالم ارواح اور کمال دنیا انتقال ہو اخیال عدم حالت اصلی قائم ہوئی۔ ارواح کا ہم ملاقات ہونا اور بعد انتقال پس ماندگان سے متوقع فاتحہ درود رہنا تو پہنچنا یہ ثابت کرنا ہے کہ جبکہ انتقال ہوا وہ معدوم نہیں بلکہ موجود ہے اگر یہ نہ ہوتا تو شرعاً انتقال کسندہ۔

فاختہ باخبر لب دینا جائز نہ گنہا تا پیر تغیر حالت کا نام موت ہو اور مثال اس کی یہ ہے کہ جو کسی حالت میں قیصر ہوا اگر کہ میں حالت پر ہے
 اور حالت نہ کہتے جو انہیں اس حالت جوانی نے پیری میں انتقال کیا اور حرکات و سکنات و صورت و شکل ایک کو دوسرے میں عدم
 پوئیں لیکن اصلیت میں نواں نہیں بسبب کو اتفاق ہے کہ روح کو موت نہیں اور عالم اجسام آرام تکلیف خوشی و رنج تھیں و غرض
 جس حرکت دید و شنید جزا و جزعہ میں سبب روح کے ساتھ میں اگر وہ ایک ہو سبب معدوم بسبب حیات میں اور
 بعد موت وہ قائم تو موت سے کوئی قدرت جیسے کہچنے سے ناپیری حالتوں میں تغیرات و تبدل ہوئے نیز ہمیں قبیل موت
 ہی ایک تین حالات ہر کہ جسکی نافرمانی نے بہ نتائج پیدا کی ہیں سچ تو یہ ہے کہ جیسا دنیا میں جسم و جانہ تکلفی ہے ویسا ہی
 جسم و جانہ تکلفی ہے حرکت جسم باعث حرکت جانہ ہے اس طرح حرکت روح باعث حرکت جسم ہے جیسا جسم جانہ میں اس طرح
 روح جسم میں متور ہے ۔ موت و حیات دو میں جسم کی حالت و سیطرہ دو میں بیداری و خواب اور مشہور بات ہے کہ
 سویا مارا رہے حالت بیداری میں حالت خواب سے اور حالت خواب میں حالت بیداری سے بھول لگ رہی ہے
 کہ قیدی ہر آواز کو صحیح المزاج ہے یا بیا میر ہے یا غریب علیٰ ہذا فیاس عالم ارواح سے عالم اجسامی میں بے خبری اور عالم
 حیات سے بعد انتقال فراموشی (بہی بھول کا نام حیات) دوسری بھول کا نام موت ہے جو عالم ارواح سے دنیا میں
 اگر اپنی حالت کو بھولا اس طرح عالم اجسام سے گزرنیکے بعد اسکو بھولا بعد افاق اسکے کہ قیامت میں کوئی کسیکو پہچانے گا
 (مدارج جسم و جان و قابلیت جان کا خواص و معصومیت اور معصوم ہر خلق سے پاک بعد افاق اسکے کہ روح کو مرنے اور
 جزا نہیں روح حکم جسم اور جسم روح کا حکم پس اطلاق بندہ جسم پر موقوف اور کا بندہ تا بل جب تک روح جسم پر حکم ان
 ہستی تک ہر نیک و بد خداتر نہ ہو کہش ہوتے ہیں شکل دینا طبع حرص بخل و ہند و تقویٰ وغیرہ انواع و اقسام کے
 اور وجود کو بندہ ہے ان سب روح کے معاونوں کی ہانڈاری بخاطر داری کو انکی اتباع و فرمان برداری کا نام ہے
 یہ نہیں جانتا کہ کسی ناز برداری غامد بخش ہے اور کسی ہفتیہ قابلیت جسم ہے و کچھ جسم میں ایک جان
 سبب اعضا و جوارح کی حاضریاں قابلیت جسم ختم ہے سمجھنے کی ہے بات کہنا نہیں موت ایک حالت کا توڑ
 ل جانا حیثیت کا ٹھکانا یا دو میں جلائی کا ہو جانا (دریکے سے مراد نام) اسکے لوگ قابل نہیں کوئی اضافت
 سے جسم تغیر روح فاعل نہیں بہرہ و زوایا حالت میں وصل میں کہ تغیر دوی نہیں جسکی تغیر کردہ کیا

یا کار بیکار کو دیکھ سمجھ جان پہچان پایا وہ حالت دوسری گئی جو سمجھ ہی میں نہیں آتی تھی جب اوسکی سمجھ بولی نہ
 ساقیہ ٹوٹ گئی وہ نیز جو ہمدانی میں ان ہر دو کی جاتی تھی جدائی کی پہلی نظر میں سما گئی اور اوسنے پہل رہا تھا
 بد لگتی خشیت مت گئی جو کوئی بعد تصدیق با کار و بیکار مچل دیا ہند وہ مزید بچے پہلے مزا ظاہر بنایاں بیکار کو باکاری میں
 دیکھیں وہ اوسکی غلط فہمی اور نظر اوسکی اوس مقام تک ساتھ میں حقیقت اسی دیکھنے والہ تھی نظر اکیٹاٹم وہ ایک
 انگہ کے دیکھنے والے دوسری انگہ ہی نہیں کہتے ہیں اسلئے دوسرا دیکھنے میں نامیا دوا نگہ والا دوا کے سوا ایک دیکھنے
 کو جو وہ انگہ رکھتے ہیں دو نہ دیکھیں تو ایک کیونکر دیکھیں اوسکی دوا نگہ میں ایک نظر اوسکی دوا نگہ میں دو نظر
 غرضکہ یہ کمال عقل و علم کتابی حاصل نہیں ہوتا لیکن العلم دشمن کے تجربہ و کسب البتہ ظہور پاتا نقل ہے
 ایک صاحب اپنے کاروبار ضروری کو جاتے تھے راہ میں رود عبور واقع تھی جب پار جائیں عاجز آ کر ایک شخص
 کہ جسے تعارف تھا کنارہ رود پر نظر آوئے پار جائی کی صلاح پوچھی تو اوسنے کہا نا بجا ہوا دیا اور کہا کہ ذریعہ فتنہ
 ہیں اوسکو دینا اوسکی کو میرا سلام کہنا اور یہ پیام دینا کہ اگر سنے اپنی عمر خود میں کہیں مگر کا منہ نہ کیا ہو تو پار جائیہ
 دے یہ مسائل ہو کہ اوسکو جو رود موجود ہیں پر خیال کیا بچے اکام غرض یہ کہہ نہی پہنچ دیا پیام ہو سکا ہی جاتی
 دو جانب تھر گیا درمیان میں راہ ہو گیا یہ پار فقیر صاحب اوسکو کہا نا بعد فرار کار و کسب فقیر کا نام نہ بیٹھے تھے اسی
 ملکر کہا نا کہا پار رود پار تھے صلاح پوچھی تو فقیر نے کہا رود کو میرا سلام کہہ اور پیام دے کہ میں اپنی عمر خود میں کہا نا کیا
 ہوں تو راستہ یہ گذر رود پار پیام دیتے ہی پانی تھر گیا اوسکو راستہ ملا پار آئے اور حیران ہو کر پہلو صاف
 دیکھ کر آواز دیا اوسکی عورت جواب دیا گھر میں نہیں میں تبت اوبت عاجز کی ساتھ کہا اوسمیرا قصور
 ایک بات پوچھا ہوں اوسکا جواب دو بہ رود فتح بسیار اوسنے پوچھا کہ یہ اولاد اچکے جو آپ کے غلام
 یا نہیں عورت غصہ ہوئی تبت بہت عاجز کی اپنی کیفیت کو بیان کیا تب عورت نے کہا یہ میرا قصور نہیں مجھ
 سے بدنام کیا اوسکی پوچھو گی جب غلام مکان میں آیا عورت نے تکرار کی اور سبب پوچھی تو جواب دیا کہ
 جواب دو رود بعد دو کا غرضکہ ایک دفعہ وہیں تھوڑا دیکر کہا نا بار بار سنے فی کل اقسام کی نکلا و حب
 شیعہ ملی آئی عورت کو مع پوچھئے ہنہا شیرنی اوسکے رود پر دیکھ تلوار بازہ دار کہنے تھوڑے پھر کہہ اوسکا

[illegible]

غیر کا اتصال ترک رکھتے ہیں۔ دنیا دار کلمہ کہ جسے ذکر میں اس طرح غفلتی روایات کر تے ہیں کہ اپنے کو مقیم جانا خالی کیا
 دیکھو تمام ماننا جبکہ علین نصیحتیں ان اجسام کو مقیم ہونا تحقیق کیا اسکو جا اور نبرد گو فرمایا نکودات مقیم تمام ہنرمانی
 تعلیم اہل طریقت جو وجود میں بیکار رہا کار کے منبر پر اکر تے ہیں من بعد غنی کو بیکار روایات باکار کر تے ہیں
 نقل ہو۔ کہ کسی شاہ متعلقین و ملازمین متغیر کو حکم دیا کہ تمکو جو مجھے طلب کرنا ہے مانگ لو میں ترک ریاست
 کرتا ہوں جسے جو مانگا پاؤ شاہ سے دیا چند بیگیاں جو شاہ کی تہین سب اکم اونہوں بھی کچھ طلب کیا وہ ملازمین بھی
 نے شاہ سے کچھ نہ مانگا بادشاہ یا صراحت کیا تو یہی کچھ مانگ اسنے جواب دی کہ میرا سوال بٹا شاید منظور ہو نہ ہو
 اسنے تامل پاؤ شاہ کو غصہ کیا چو یا لگی دنگا بت اسنے کہا کہ آپ آئیں مجھ کو دید و پاؤ شاہ آخر تین دیا
 اور کہا کہ استعائن پہ پوری ہوئی اب میں پاؤ شاہ ہوں اور اسکا ہوں کوکل اسکا اہل طریقت یوں میں اپنے مقیم
 رہتا ہوں میرے صمد اور اور طلب بجا کیے تو ذرا دیکھو۔ دنیا و آخرت میں انواع انہم کی نعمتیں دربر و جابا نقد ادا دیتا
 تو کچھ نہیں کوئی دنیا و آخرت کی راحت کی طلب میں اپنے تین منہ رو کیا تو کوئی اذیت و تکلیف بچو کی فکر میں سرود ہو
 تجھ سے خوش و ملتی ہوا میں ان ہر کہ سوا کا سائل ہو اور مانگا بھی وہی ان کہ جو میرے نزدیک موجود اور ہر ایک کو
 اولاد آدم مشرق ہوں کہ وہ او مقبل ہو نیکی عرض رست و عابد گاہ باری و راز کرین اور میں اسن کہو کہ یا اللہ دنیا
 سخن و اقرب تو رہا آخرت میں بھی میرے ساتھ ہو اور وہی نزدیکی کافی و بس صاحبو تعلیم اللہ کا ہر جامو جو ہر سدا
 طریق بزرگان قبول کیا۔ علماء فضلہ راہ تحقیق بٹا میرے خط جدا گانہ پارسند و سخن وافرما بصدق کیا اسکا خطا
 ہوا کہ جکا بندہ ہوں و تو میرے نزدیک ہو بندہ کو نزدیک مالک ہو تو پہر سدا مالک و میرے طلب مقام ناسف کہ موجود ہی مالک
 میں اپنی وہ محتاج ہو یا اللہ جب تک دنیا میں تھیک تو اور تیرا حکم ہر دو موجود ہو بندہ او نہیں ہر دو ساتھ ہو
 جیب دینا جائی انہیں ہر دو ساتھ ہوتا اور نا بہر اسی ملک فنا کی سیر کرنا ہوا عالم بقا کو چلا جا یا تمام دنیا یوں چلتا
 میرا سیر ہو جا جو نزدیکی ہو اور دنیا آخرت نزدیک ہی رہا نہ ہو نا ظاہر احمد باطن احمد سیر فانی سجد و باقی کن
 سب کا اسکو طلب گیر کی خود پیش آتا ہوا وہ سب قرب نزدیکی رہا و بس باقی ہوس پڑ